بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا اللہ ج

یا محمد

الحمد للہ رب العالمین ۰

والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید

الانبیاء والمرسلین ۰ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۰ اما بعد

گوہر لطیف

حیاتِ مبارکہ امام بری شاہ عبداللطیف قادری

باجازت الحاج پیر سید عبداللہ شاہ صاحب حسینی ہمدانی

مصنف

از قلم ادیب سخن رئیس القلم ممتاز الشعراء ملک محمد اشرف نقشبندی

ساکن کلریالہ گجراں ڈاک خانہ سید کسراں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

منگوانے کا پتہ :- جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور ۲

قیمت :- ۱۵ روپے

حسب الارشاد

عالیجاہ مستغنی الالقاب معدن البرکات ولیم من اولیاء اللہ
قطب الارشاد مرشدِ کامل برحق راہ متین تاج الفقراء غوث
الوقت روشن ضمیر الحاج پیر سید عبد اللہ شاہ صاحب
ادام اللہ فیوضہم حسینی ہمدانی نقشبندی قادری چشتی سہروردی مجددی
سجادہ نشین دربار حسینی فیضِ رساں بھنگالی شریف ڈاک خانہ ایضاً
براستہ سکھو تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی پاکستان

تصنیف

شاعر فطرت و شعلہ بیان ادیب ملک محمد اشرف نقشبندی
قادری ساکن کلر بالیہ گجراں ڈاک خانہ سید کسراں تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی

تجدیدِ نظر

حضرت علامہ مولانا غلام محی الدین سلطان صاحب
نقشبندی قادری خطیب مرکزی جامع مسجد مورگاہ راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

دیباچہ

راولپنڈی شہر سے تقریباً بارہ ۱۲ میل جانب شمال ایک نہایت خوشنما اور سرسبز و شاداب پہاڑی کے دامن میں خوبصورت درختوں، اُبلتے چشموں اور شفاف و پاک بہتے پانی کے حسین نالوں کے درمیان ایک چھوٹی سی تقریباً ایک سو گھرانوں پر مشتمل آبادی جسے نور پور شاہاں کہا جاتا ہے۔ نور پور کہلائے جانے سے قبل اس گاؤں کا نام "چور پور" تھا لیکن خدا کی ایک نہایت برگزیدہ ہستی اور صفِ اوّل کے اولیاء کے قدومِ میمنت لزوم کی برکات سے "نور پور" ہو گیا۔ اور یہ بزرگ ہستی سلطان الاصفیاء امام الاولیاء بری امام کی ہستی تھی۔

آپ کا پورا نام نامی اور اسم گرامی سید عبداللطیف شاہ تھا آپ حضرت امام موسیٰ کاظمؒ کی آل سے اور مشہدی حسینی ہیں۔ شجرہ نسب سے نجیب الطرفین سادات گھرانے سے تعلق واضح ہے اور طریقت

کے سلسلہ میں زیادہ تر روایات سے متفقہ طور پر آپ قادری ہیں۔

آپ کا شمار اُن صلحاءِ اُمت میں سے ہے جن کے بارے میں یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اگر اللہ کے یہ برگزیدہ بندے نہ ہوتے تو آج کم از کم برِصغیر پاک و ہند میں اسلام کا نام لیوا کوئی نہ ہوتا۔ دُنیا کے اس عظیم کفرستان اور کروڑوں کی ہند و آبادی کے اس ظلمت کدے میں جن بزرگانِ دین نے لاتعداد قربانیاں دے کر شمعِ اسلام کو روشن کیا ہے۔ ان کے دوش بدوش جناب بری امام کا نام لیا جا سکتا ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ علماءِ اُمت نے وعظ و تبلیغ سے اور صوفیائے عظام نے اپنی کرامتوں، اخلاقِ عالیہ اور فقر و درویشی کے بل بوتے پر لوگوں کے دل موہ لئے۔ حقیقتاً دلوں پر اثر وعظ و تبلیغ سے کم ہوتا ہے لیکن اخلاق عالیہ اور بے غرض پاک و مطہر زندگی انسان کو زیادہ سے زیادہ اُس بے غرض شخص کی جانب کھینچتی ہے۔ اگر علماء نے لاکھوں کو دینِ اسلام کا سبق دیا ہے۔ تو لاریب صوفیاء نے لاکھوں کو حلقہ بگوشِ اسلام کیا ہے۔

پھر ایک عالم دینِ اسلام کی جانب رغبت دلانے کے بعد یا اُسے کلمہ پڑھانے کے بعد فارغ ہو جاتے ہیں۔ لیکن جس نے کسی فقیر کے ہاتھ پر بیعت کی اسلام سے روشناس ہوا اُس کا دامن تو دونوں جہانوں کی نعمتوں سے بھر گیا۔ اُسے روحانی عظمتیں ملیں۔ اور ہر مراد پوری ہوئی۔ اُس نے خدا اور اُس کے دین کو صحیح آنکھوں سے دیکھا اور سمجھا۔

حضرت بری سرکارؒ کی حیاتِ طیبہ بھی اسی قسم کے کارناموں اور

کرامات سے پُر ہے۔ اس لئے کہ انھوں نے مجاہدات و عبادات کے لئے آبادیوں سے دُور ایک تنہا مقام کا انتخاب کیا۔ سالہا سال خشکی اور پانی میں چلّہ کشیاں کیں اور اپنے ربّ العزت سے قرب و حضوری کی سعادتیں پائیں۔ اور جب آپ کی خوشبو پاکر خلقِ خدا آپ کی جانب دوڑی تو کسی کو مایوس نہیں لوٹایا۔ ہر شخص اپنے دامنِ مراد کو بھر کر واپس لوٹا۔ یہاں تک کہ اس دور کے شہنشاہِ جہانگیر بھی آپ کی شہرت سے متاثر ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔

اس عظیم و جلیل ہستی پر لکھنا اگرچہ مجھ ناچیز کے بس کی بات نہ تھی لیکن عقیدت و محبّت کے پھول نچھاور کرنا ہر معتقد کا فرض ہوتا ہے اور میں تو ان مقبولِ درگاہِ ربّانی، بزرگانِ ملّت کے پاک قدموں کی دھول ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا شیدائی و غلام اپنے آپ کو تصوّر کرتا ہوں۔

اس وقت سوانح پاک بڑّی امام پر بہت سی کتابیں مارکیٹ میں موجود ہیں لیکن میرے نقطۂ نگاہ سے سیر حاصل مواد کسی بھی کتاب میں میسّر نہیں جس سے قاری کی تشنگی دُور ہو سکے یا عقید تمند اپنی محبّت میں افزودگی پائے۔ بس بعض مصنّفین نے دیگر عام سوانح کی طرح اپنی اپنی صوابدید کے مطابق ایک سطحی کام کر دیا ہے۔ میں نے سعی کی ہے کہ اس کتاب میں جناب بڑّی امام کی سیرت و حیات پیش کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی روحانی

عظمتوں پر بھی کچھ لکھنے کی جسارت کی ہے۔ اور یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس پر اکثر مصنفین نے زیادہ محنت کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔

بزرگانِ ملت کے طبقۂ صوفیائے اپنی روحانی قوتوں سے ہمیشہ دوسرے مبلغینِ دین سے زیادہ کام کیا ہے۔ ان لوگوں نے دینِ متین کو خوب فروغ دیا بلکہ میں تو یہاں تک کہنے میں باک محسوس نہیں کرتا۔ کہ اگر یہ روحانی تاجدار برِصغیر پاک و ہند میں نہ آتے تو آج دنیا کے اس بڑے کفر گڑھ میں اسلام کا نام لینے والا کوئی نہ ہوتا۔ یہ مشیتِ ایزدی تھی کہ اس عظیم خطۂ ارضی میں اسلام کو فروغ دینے کے لئے یہ عظیم روحانی شخصیت آئیں اور بڑی بڑی کرامات اور روحانی اوصاف کے اظہار سے اچھی روحوں کو بت پرستی سے نجات کیا۔ آج کروڑوں مسلمان اِن بزرگوں کی وجہ سے جہنم کی آگ سے نجات پا چکے ہیں۔

حضرت پیر بری شاہ لطیف رح مشہدی کاظمی قادری کی ذات بابرکات کی حیاتِ طیبہ پر یہ کتاب پیش کرتے ہوئے جملہ معتقدین بری سرکار اور دوسرے دینی بھائیوں سے معروض ہوں کہ اگر کوئی سہو دیکھیں تو مجھے مطلع کریں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس خامی کو دور کیا جا سکے۔

مَیں نے اپنی طرف سے حتیٰ المقدور کوشش کی ہے کہ جملہ حالاتِ زندگی کے بیان میں کہیں بھی غیر ثقہ واقعات درج نہ ہو سکیں اور اس غرض کے لئے میں نے بڑی چھان پھٹک کی ہے اور اپنی جانب سے کوئی کمی نہیں چھوڑی ہے۔

خدائے بزرگ و برتر سے التجا ہے کہ اے میرے مولا! میرے اس ہدیہ سپاس و عقیدت بحضور پاک بڑی امام حضرت سیّد عبداللطیف شاہ مشہدی کاظمی قادری قبول فرما۔ اور بزرگانِ ملّت کے وسیلے سے اپنے دینِ مبین کی خدمت کی توفیق ارزانی بخش اور اس کتاب کو مقبولیت عطا فرما۔ آمین ثم آمین۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف“

خاکِ درِ اولیاء و خاکپائے محمّد وَ آلِ محمّد صلیّ اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم

ہیچمدان!

خادم ملک محمد اشرف نقشبندی قادری

کلریالہ گجراں۔ ضلع راولپنڈی

انتساب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ
عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ o وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ
اَجْمَعِیْنَ o اَمَّا بَعْدُ

اس کوشش کو جناب مردِ کامل رہبرِ حق پیرِ طریقت راہبرِ شریعت گنجینۂ معرفت شہبازِ لامکانی اسرارِ حق مجسم شفقت غوث الوقت الحاج پیر سید عبداللہ شاہ صاحب حسینی ہمدانی سجادہ نشین دربارِ حسینی فیض رساں بھنگالی شریف ڈاک خانہ ایضاً براستہ ٹکھو تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی کے نام نامی و اسمِ گرامی سے منسوب کرتا ہوں۔ جن کی شفقت اور نظرِ کرمی سے میں اس قابل ہوا ہوں۔ آمین ؎

بھر بھر پیالے رحمت والے دیوے مرد نیارا
لیون والا رہے نہ خالی سُن توں میریا یارا

فقیر و حقیر خاکپائے محمد و آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیچمدان : ملک محمد اشرف نقشبندی۔

تقریظ

حسن محمود گیلانی ۔ دربار پیر سید حافظ ابوالحسن جمال الدین موسیٰ پاک شہید الحسنی والحسینی اندرون پاک گیٹ ملتان (پاکستان)

گوہرِ لطیف

حضرت بری امام ؒ کے حالاتِ زندگی کے بارے میں بہت سے اصحاب علم و تصوف نے کتابیں مرتب کر کے مخلوق خدا کے سامنے ہدائیت و رہنمائی کی ایک قندیل روشن کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہر مصنف کا ایک اپنا اسلوب مشاہدہ اور اپنا اندازِ نگارش ہوتا ہے اور اس انفرادیت کے باعث اسلام آباد کے نواح میں آسودۂ راحت اس مردِ قلندر کی زندگی کے تمام پہلو نئے نئے رنگ و انداز کے ساتھ عوام کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اور عشاق ان پاکیزہ واقعات سے معمور تحریروں سے اپنے ذوق کو تازگی فراہم کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔

حضرت بری شاہ لطیفؒ کی شخصیت کے کئی رُخ ہیں۔ کبھی وہ
میدانِ جہاد میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور کبھی شہزادوں کو راہِ ہدایت دکھا
کر اللہ اللہ کرنے والوں کے قبیلے میں بٹھلاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔
کبھی خود بادشاہِ وقت آپ کے آستانہ پر حاضری دیتا ہے اور کسی
مرحلہ پر وہ فقیروں اور درویشوں کی تربیت میں محو و مصروف نظر
آتے ہیں۔ ان حالات کو آپس میں مربوط کر کے سوچیں تو نتیجہ یہی سامنے
آئے گا کہ مشہدی خاندان کی اس جلیل المرتبت ہستی کی زندگی کا ایک
ایک لمحہ مخلوقِ خدا کو خدا اور رسولؐ کی طرف مرجوع کرنے کی کاوشوں
اور کوششوں میں گذرا اور اپنے اس مشن میں وہ بے حد
کامیاب رہے۔

حضرت بری امام کا سلسلۂ طریقت قادری قبیلۂ تصوف سے ہے
جس نے برِصغیر میں زبردست دینی اور نظری خدمات انجام دیں اور
نامور بزرگان کی تربیت کر کے بُت کدۂ ہند میں اسلام کی پرشکوہ
عمارت تعمیر کی۔ بڑے بڑے ذی شان اولیائے عظام اس عظیم روحانی
خاندان میں پیدا ہوئے۔ انہی میں حضرت امام بریؒ کا شمار ہوتا ہے
اور یہ بات اربابِ تصوف کے علاوہ عام لوگوں کے لئے بھی
باعث اطمینان ہوگی کہ ملک محمد اشرف صاحب نے اس تصنیف
کی تدوین میں بڑی تحقیق اور قابلِ قدر محنت کر کے واقعات کی
کڑیاں عام فہم اور آسان اردو میں جوڑنے کی سعی کی ہے۔ مشکل

الفاظ اور فارسی و عربی تراکیب سے دامن بچا کر حضرت ممدوح کا
پیغام اور کام سادہ زبان میں اُن کے محبان تک پہنچانے کی راہ اختیار
کی ہے۔ اور اس خوبی نے ملک صاحب کی تصنیف کو ایک
جداگانہ اہمیت و حیثیت دی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ بریؒ کے
پروانوں میں یہ خوبصورت تصنیف بڑی مقبولیت حاصل کرے
گی۔ اور جن لوگوں کو تصوف کے سلاطین کی تاریخ سے آگہی کا
ذائقہ معلوم ہے۔ وہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

والسّلام

حسن محمود گیلانی

اظہارِ تشکّر

میں ان جملہ احباب کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب کی تیاری میں اپنے مفید مشوروں سے نوازا۔ اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں میری مدد کی۔ ان میں مندرجہ ذیل اصحاب خاص طور پر میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔

۱:۔ اے۔ جی سکندر شیخ صاحب سرپرست مرکزی انجمن خدام الفقراء ای/۱۰۹/ بی ۳۔ سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی۔ پاکستان۔

۲:۔ چوہدری محمد اسلم صاحب لدھیانوی

۳:۔ منظور الحق صدیقی صاحب کیڈٹ کالج حسن ابدال۔

۴:۔ محمد حنیف بھٹی صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت انجمن خدام الفقراء راولپنڈی۔

فقط طالبِ دعا

ملک محمد اشرف کلریالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝

حوریں تیرے دربار میں ہیں نغمہ خواں ربّی | صد مرحبا کہ ہے ملک عالی شان ربّی
روضے پہ تیرے آسماں ہے گلفشاں ربّی | کیوں نہ ہو تیرے در پہ ختم سارا جہان ربّی
عرشِ بریں کی خلوتِ محبوب کی قسم | فیضِ رسولِ پاک ہے فیضانِ اولیاءؒ

حیاتِ مبارکہ

حضرت قطب الاقطاب سیّد عبد اللطیف کاظمی قادری رحؒ

جس میں رئیس الاولیاءؒ امام الفقراء مظہر فیضِ ربانی جناب حضرت سیّد عبد اللطیفؒ المعروف برّی امام سرکار کی حیاتِ مبارک کا مستند تاریخی حوالوں سے ذکر کیا گیا ہے اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کا کوئی گوشہ از پیدائش مبارک تا وصال شریف معہ فیض و برکات اور کرامات کے تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔ اس کتاب کے بارے میں علمائے کرام اور صوفیائے عظام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مروّجہ سوانح عمری برّی امام میں سے مستند ترین کتاب ہے

ملک محمد اشرف کلریالہ گجراں۔ تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی

اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

اس کتاب کے لکھنے میں گنہگار نے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے

۱:۔ دُر العجائب : حجرہ شاہ مقیم

۲:۔ تحقیقاتِ چشتی : مولوی نور احمد چشتی

۳:۔ خزینۃ الاصفاء

۴:۔ تذکرہ غوثیہ :۔ تحریر حضرت گل حسن قادری پانی پتی

۵:۔ حدیقۃ الاولیاء : مفتی غلام سرور لاہوری

۶:۔ کشف المحجوب ، حضرت داتا گنج بخش رح

۷:۔ مثنوی روم

۸:۔ موفیزم سینت این ثربنٹ ، پادری عبد السبحان

۹:۔ سیف الملوک اور تذکرہ مقیمی ، میاں محمد بخش

۱۰:۔ لطیفِ بَرّی : منظور الحق صدیقی .

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ہ

شانِ اولیاءِ

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن بھتیں گن کر دے
کامِل پیر محمد بخشا لعل بنا دن پتھر دے

نگاہِ مرشدِ کامل سے عشقِ مصطفےٰ حاصل
خدا کا قرب دیتی ہے محبت پیر خانہ کی

فقیروں کی جھولی میں اب بھی ہے سب کچھ
مگر ان سے لینے کا چاہیئے ہے ڈھنگ کچھ

یہ اللہ والے ہیں دیتے ہیں سب کچھ
مگر جانچ لیتے ہیں دیتے ہیں تب کچھ

سچے مرد صفائی والے جو گل کہن زبانوں
مولا پاک منیدا اُدہو یکی خبر فقرا آلوں

دربارِ مرشدی میں ہے فیضانِ مصطفٰے
خیرات بٹ رہی ہے محمدؐ کے نام کی

اِک بُولی اِک کھندے کُتے میں اکھ نوٹ کتورا
آن ڈِگا در تیرے شاہا پاؤ کرم دا ٹورا

نہ میں بھونکاں نہ میں ٹونکاں نہ میں شور مچاواں
سنگ رُلیاں تساڈے کتاں میں بھی بخشیا جاواں

نہ سمجھ کہ بے حقیقت ہے یہ فقیر کا فسانہ
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگاہِ قلندرانہ

اس رنگ برنگی دنیا میں لوگ بدلتے رہتے ہیں
ساقی کا فیض جاری ہے مہمان بدلتے رہتے ہیں

نظر جنہاں دی کیمیا ہووے سونا کر دے وٹ
عملاں باہجھ محمد بخشا کیا سید کیا جٹ

طالبِ دعا و نگاہ
مولف [illegible] اشرف نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصرفاتِ اولیاء

حضرت علامہ مولانا محمد غلام رسول صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ۔ فیصل آباد

خداوندِ قدوس جو اپنے وجود و ذات میں منفرد اور بذاتِ خود واجب الوجود ہے۔ اپنے افعال میں کسی سبب اور علت کا محتاج نہیں اس کی صفات نہ تو غیر سے مستفاد ہیں اور نہ ہی اس کی ذات سے علیحدہ ہیں۔ پس وہ ذات کریم اپنے صفات و افعال میں کسی سے علیٰ مشابہت نہیں رکھتی۔ وہ اپنی کبریائی اور عظمت جمال میں مستقل بالذات ہے۔ اگرچہ ذاتِ باری کا مقتضیٰ تقدم ذاتی ہے مگر اس کے صفات ممکن بالذات ہونے کے باوجود اس کے لئے واجب ہیں۔ جو قدیم ذات سے منفک نہیں اور اسی کا ذاتی مقتضیٰ ہیں۔ تمام مخلوق محض ممکن اور عدم و وجود میں محفوف ہونے کے باعث وجود کی طرف آنے میں اس احتیاج

بالذت کی محتاج ہے۔ اس لئے ان کی ذات اور ان کے صفات اس مقدس ذات کے محتاج ہیں۔ اگر کوئی ممکن ساری کائنات کے علوم پر حاوی ہو جائے اور ارض و سما کے مخفیات و اسرار اس پر منکشف ہو جائیں اُسے قدیم ذات کے علم سے کوئی نسبت ہی نہ ہوگی۔ نیز اگر کوئی ممکن ساری کائنات پر قدرت حاصل کرے اور شمس و قمر کی تسخیر اس کی حرکت لسان کا مظہر ہو اسے قدیم ذات کی قدرت سے کوئی نسبت نہ ہوگی۔ اسی لئے وہ کریم ذات اپنے صفات میں کسی سے عینی مشابہت نہیں رکھتی۔ بایں ہمہ خداوند قدوس نے اپنی ذات کا مظہر اس ذات ستودہ صفات کو بنایا جو اس کے علوم اور قدرت کی متحمل ہو سکے۔ اور وہ اپنی ذات و صفات میں باکمال اور ہر نقص و عیب سے منزّہ ہو کیونکہ مقدس ذات کا مظہر مکدّر ذات نہیں ہو سکتی۔ اسی لئے اس عقلِ اوّل اور قلمِ ادنیٰ نے مقدس کلمات سے ارشاد فرمایا:-

فَکُنْتَ تَظْهَرُ لَوْلَایَ لَمْ اَکُنْ لَوْلَاكَ (اگر میں نہ ہوتا تو تیرا ظہور نہ ہوتا۔ اگر تو نہ ہوتا تو میرا وجود نہ ہوتا) یعنی تیرا ظہور میرے ساتھ ہے اور میرا وجود تجھ سے ہے۔

پس آپ کی ذات ہی اس عالم کا ہیولیٰ اور اصل ہے۔ ارشادِ قدسی ہے۔ لَوْلَاكَ لما خلقت الدُنیا۔ اور ارشادِ نبویؐ ہے:- کل خلائق من نوری۔ اس حقیقت سے واضح ہو گیا کہ کائنات کے رموز و اسرار اس باری ذات اور مقدس حقیقت میں مستتر ہیں۔ جو

ان سب کا اصل اور منبع ہے اور اس کا ظہور تدریجاً انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت سے ہوتا رہا۔ کیونکہ مخلوق اپنی ذات عقل سے اُخروی امور اور ثواب و عقاب کا ادراک نہیں کر سکتی۔ اس مقصد کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت یکے بعد دیگرے ہوتی رہی۔ جس کی انتہا سید کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہوئی۔ آپؐ نے چند رسول میں دینِ متین کی تکمیل کر کے اس کی راہنمائی اور اقامت کے لئے اپنے نائب قائم کر کے اس راہ کو اختیار فرمایا جو آپؐ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام اختیار کرتے رہے۔

چونکہ دینِ متین کی تکمیل کا سلسلہ آپؐ پر مختتم ہوتا ہے۔ اس لئے آپؐ کے بعد اب کسی نبی کی تشریف آوری کی ضرورت باقی نہ رہی۔ صرف آپؐ کے نواب کا کام باقی رہا جو اس کی اقامت میں شب و روز منہمک رہیں۔ مگر آپؐ کے نواب میں ضروری ہے کہ وہ ایسے کمالات کے جامع ہوں جو ہر معارض و مقابل کو علمی اور روحانی اقدار سے حقیقت واقعیہ سے روشناس کر کے دین و اسلام کی اہمیّت بتا کر ان کو مطیع کر سکیں۔ اور وہ صرف اولیاء کرام رضی اللہ عنہم ہیں جو دین کے عمود و ستون ہیں۔ جن کے قیام کی شہادت خداوندِ قدوس نے اپنی کتاب میں ذکر فرمائی کہ وہ قیامت تک غالب رہیں گے۔

جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام تمام افضل و اکمل ہیں۔ مگر بعض

کو بعض پر فضیلت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-
فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۔ ایسے ہی اولیاء کرام رضی اللہ عنہم روحانی اقدار کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف ہونے کے باعث فضل و کمال میں ایک دوسرے سے مختلف جس طرح انبیاء میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ عقلِ انسانی اور تصورِ جاناں کو وہاں تک راہ نہیں۔ ایسے ہی اولیاء کرام میں محبوبِ سُبحانی شہبازِ لامکانی سیّدی غوث الاعظم رضی اللہ عنہم ایسے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں کہ خداوندِ قدوس کے خزانوں کی مفاتیح اور تصرفاتِ ازمہ آپ کے دستِ اقتدار کے سپرد کر دیں اور مخلوقات کو ان کی ہیبت کے سُلطان کے مسخر کر دیا۔ اور اولیائے وقت کو ان کے دائرہِ امر میں کر دیا۔ حتیٰ کہ اللہ کی طرف سے مامور ہو کر فرمایا :- قَدَمِي هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ زمانہ کے تمام اولیاء نے جو حاضر و غائب قریب و بعید اور ظاہر و باطن سے تھے۔ گردنِ اطاعت اور سرِ انقیاد ان کی سدۂ میمنت پر رکھ دیا۔

حدیث قدسی میں ہے کہ عبد عبادت میں کمال حاصل کر کے اس مقام تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ کے ہاتھ پاؤں سے پکڑتا اور چلتا ہے۔ اور اس کی آنکھ سے دیکھتا اور اس کے کان سے سُنتا ہے آپ اس حدیث کا مصداقِ اتم ہونے کے باعث دُور اور قریب سے یکساں سُنتے تھے اور نظر کے سامنے کوئی حجاب نہ تھا۔ اسی لئے فرمایا

اگر مشرق میں میرے مُرید کی کشفِ عورت ہو تو میں مغرب سے اُسے ڈھانپ دیتا ہوں میل ہا میل کی مسافت سے دیکھ کر وہاں تصرف کرنا ولی کی کرامت ہے۔ مدینہ منوّرہ میں جمعہ کے روز منبر شریف پر کھڑے سیّدی عُمر فاروق رضی اللہ عنہٗ نے نہاوند مقام میں عسکرِ اسلام کی رہنمائی فرمائی۔ الغرض احیاءِ موتی، اخبارِ غیوب، اماتتِ احیاء تصرفِ کلی اور جملہ خوارق کا صدور آپ سے بعید نہیں۔ کیونکہ آپ سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے نائب اور اولیاء کی کُرسیِ صدارت پر فائز ہونے کے ساتھ خلیفۃ اللہ کے مصداق ہیں اور قطبیتِ کُبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کے مراتبِ عُلیٰ اور مدارجِ قصویٰ پر فائز ہیں اقطارِ ارض اور آفاقِ عالم کے علماء اور فقہاء کا ملجا اور جمیع خلائق کا مرجع ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ جمیع اولیاء و انبیاء۔ جن، فرشتے آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ اور خود سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم آپ کی تربیت کے لئے آپ کی مجلس میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے :-

جو کامیابی حاصل کرنا چاہے۔ وہ اس مجلس میں حاضر رہے۔ بہر کیف آپ سے خوارق کا صدور کسی اصلِ شرعی کے منافی نہیں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

صدارتی مشاورتی کمیٹی دربار بری

سرکار نورپور شاہاں اسلام آباد

یہ کمیٹی شرح محمدی کے اصولوں کے مطابق دربار حضرت سید عبداللطیف شاہ المعروف بری سرکار اور اس سے ملحقہ مقامات مقدسہ اور عمارات کے تقدس کو قائم رکھنے کے لئے خصوصی طور پر تشکیل دی گئی ہے اور انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر بے لوث خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ اس سلسلہ میں دربار حضرت داتا گنج بخش اور خواجہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کے مزارات مقدسہ میں رائج اعلیٰ انتظامات کو عین مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ لہٰذا امور انتظامی دربار حضرت بری سرکار اور عرس مبارک کے موقع پر مرکزی محکمہ اوقاف اسلام آباد کے شانہ بشانہ مذکورہ صدارتی مشاورتی کمیٹی بھی جوش و جذبہ سے کام کرتی ہے۔ آج کل دربار اور مسجد کے علاوہ باغات ملحقہ دربار کی تزئین و آرائش و توسیع کے مربوط پروگرام کو عملی شکل دی جا رہی ہے۔ اس پروگرام میں علاوہ متعدد اہم امور کے جدید ڈیزائن کے نقشہ کے مطابق مزید تعمیرات

کا کام مثلاً دینی لائبریری، شفاخانہ، لنگر خانہ، محکمہ اوقاف اور پولیس گارد کے سٹاف کے لئے دفاتر کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں راولپنڈی کے کہنہ مشق ماہر تعمیرات نے نہایت عقیدت و احترام سے اعلیٰ نمونہ کے نقشہ جات تیار کئے ہیں۔ جو کہ اسلامی روایات سے وابستہ ہیں اور انہوں نے سر نقشہ جات نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کئے ہیں۔ جن پر محکمہ اوقاف نے توجہ دے کر کام شروع کروایا ہے۔ کمیٹی نے غیر شرعی رسومات۔ شرک اور بدعت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے کوششیں کیں جو کامیاب ہوئیں۔

اس کمیٹی کے ممبران کی تفصیل ذیل ہے:۔

۱:۔ چوہدری محمد اسلم باجوہ۔ ایڈمنسٹریٹر اسلام آباد
۲:۔ چیئرمین سی ڈی اے۔ اسلام آباد۔
۳:۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اسلام آباد
۴:۔ جناب کموڈور اعجاز مہدی صاحب راولپنڈی
۵:۔ جناب ریاض حسین نقوی صاحب
۶:۔ جناب ایم احسن عالم صاحب کمشنر انکم ٹیکس راولپنڈی۔
۷:۔ جناب شیخ مطلوب علی نسیم آف گل نور مارکیٹ راولپنڈی
۸:۔ جناب محمد رفیق صاحب خٹک اسلام آباد۔
۹:۔ جناب میاں سعید احمد صاحب ماہر تعمیرات راولپنڈی
۱۰:۔ جناب سید عنایت اللہ شاہ صاحب راجروی۔

۱۱:۔ جناب سردار اورنگ زیب خان صاحب

۱۲:۔ پیر مظفر حسین شاہ صاحب

۱۳:۔ جناب بریگیڈیئر محمد بشیر آف پاکستان اٹامک انرجی اسلام آباد

اب تک کمیٹی دربارِ مقدسہ، جامع مسجد کی اصلاح اور دیگر اہم کام کر چکی ہے۔ نیز شرعی رسومات۔ شرک۔ بدعت کو مکمل طور پر ختم کرنے کے لیے بھرپور مہم چلائی گئی جو الحمدللہ کامیاب رہی۔

دربار و روضہ مبارک اور مسجد کی تعمیرِ نو

حضرت بری سرکار کے عقیدت مندوں کی کمی نہیں بیشتر اصحاب دربار اور روضہ مبارک کو حسین سے حسین تر بنانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ روضہ مبارک کی خوبصورتی اور آرائش کو دوبالا کرنے کے لیے جس جوش و جذبہ سے عقیدت مندوں نے حصہ لیا وہ قابلِ تحسین ہے۔ ان میں جناب شیخ مطلوب علی نسیم گل نور مارکیٹ راولپنڈی نے چاندی کی بیش قیمت کھڑکی بنا کر اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔

روضہ مبارک کی تزئین و آرائش اور خوبصورتی کو اجاگر کرنے کے لیے مزید جن عقیدت مندوں نے بھرپور حصہ لیا اور دل کھول کر مالی تعاون کیا ان میں الحاج نور عالم صاحب راولپنڈی۔ پیر محمد فاروق صاحب نورپور شاہاں۔ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ راولپنڈی۔ جناب محمد یعقوب

طارق پرنٹنگ پریس لاہور۔ جناب خالد صاحب راولپنڈی۔ جناب غلام مرتضےٰ صاحب نورپور شاہاں۔ جناب عبدالجبار صاحب راولپنڈی جناب اے جی سکندر صاحب راولپنڈی اور سائیں شیر زمان صاحب کے اسمائے گرامی سرِفہرست ہیں۔ اے۔ جی سکندر شیخ جیلانی آف ایور گرین ہوٹل راولپنڈی نے بہ امر روحانی مرشدِ کامل حضرت بری سرکار کے روضہ مبارک کے لئے سنگِ مرمر اور چوب کا نہایت دلکش دروازہ تعمیر کروایا اور نقش کاری کا کام بھی مکمل کیا۔ جناب اے۔ جی سکندر شیخ صاحب مرکزی انجمن خدام الفقراء راولپنڈی اسلام آباد کے بانی ہیں۔ جو نہایت ہی پُروقار اور پُرکشش شخصیت کے مالک ہیں فقیرِ دل اور ہمدرد انسان ہیں۔ جو مذہبی اور دینی کاموں کے علاوہ سماجی بہبود میں بھی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔

دربار حضرت بری سرکار میں تعمیری کاموں کی کوششیں ان کی ہی مرہونِ منت ہیں۔ دن رات روضہ مبارک کی تزئین و آرائش میں مصروف رہتے ہیں محکمہ اوقاف اور دیگر وفاقی اداروں کو اپنی تجاویز سے بہرہ ور کرتے ہیں۔ وفاقی حکومت نے دربار حضرت بری سرکار کا کام سنبھالا اور ماسٹر پلان بھی ان کے تجاویز کردہ خیالات پر منحصر ہے اور اب دربار شریف کو اسلامی اصولوں اور وہاں پر دینی اور اسلامی تعلیمات کا کام شروع کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ ان کی لگاتار کوششوں سے جاہلانہ رسوم غیر شرعی کام بند ہو چکے ہیں۔ مخالفین کے جبر و تشدد اور دکھ کو انہوں

نے بڑے صبر سے برداشت کیا مگر دربار کی خدمات کے لئے بے پناہ جذبہ ان کے دِل میں موجزن ہے۔

یہاں ہر ماہ کی گیارہویں شریف کو باقاعدگی سے ختم شریف ہوتا ہے اور زائرین اور عقیدت مندوں کا ایک جمِ غفیر اس محفلِ میلاد میں شریک ہوکر اپنی اپنی دُعائیں رَبّ العِزّت کے حضور پیش کرتے ہیں۔

بَرّی اِمامؒ پر سلام کرنے کا طریقہ

۱:- بَرّی سرکارؒ کی نگری نورپور شاہاں مزار شریف پر جو زائرین آتے ہیں۔ انہیں پہلے مزار شریف سخی سیّد شاہ حُسین رحمۃ اللہ علیہ پر حاضری کا حُکم ہوتا ہے۔

۲:- اور پھر مزار بَرّی سرکار حضرت سیّد عبداللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر۔

۳:- اور پھر وہاں سے فارغ ہوکر حضرت سخی شاہ حُسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دے کر فارغ ہوں۔

سُنا ہے کہ پہلا اور آخری سلام سخی شاہ حُسین رحمۃ اللہ علیہ سرکار کا رکھا گیا ہے۔ حضرت بَرّی اِمام سرکار رحمۃ اللہ کا بھی یہی ارشاد تھا۔

نورپور شاہاں

سرزمینِ پوٹھوار میں پاکستان کے صدر مقام اِسلام آباد سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر حسین و دِلنواز پہاڑوں کے دامن میں گھنے جنگل کے ساتھ نورپور نامی ایک گاؤں آباد ہے۔ جو نورپور شاہاں کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک قدیم اور دلکش چھوٹی سی بستی ہے۔ پہلے اس جگہ کا نام چورپور تھا۔ جس کے متعلق مذکور ہے کہ اسے گکھڑ قوم نے آباد کیا تھا۔ گھنے جنگل کے باعث چوروں اور لٹیروں نے اس کے قرب و جوار میں اپنے ڈیرے بنا لئے تھے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس بستی کی جانب رُخ کرتے ہوئے خوف زدہ رہتے کہ راستے میں ممکن ہے کوئی ڈاکو ہی نہ لوٹ لے۔ اس بستی کو اسی باعث "چورپور" کہا جاتا تھا۔ اگرچہ یہاں کے گکھڑ راجوں نے اس کا نام "کہادت" رکھا تھا۔ اور وہی زیادہ تر یہاں سکونت پذیر تھے۔ لیکن جب بَرّی پاکؒ نے اس سرزمین پر قدم رکھے تو اس دَور کے گکھڑ راجہ نے آپ کو سارا گاؤں نذرانہ

میں پیش کر دیا۔ صرف تھوڑی سی زمین اپنے لئے رکھی۔ پاک بریؒ نے جب دین کا نور پھیلایا تو اس جگہ کا نام نور پور ہو گیا۔ جو آج بھی "نور پور شاہاں" کے نام سے برصغیر کے اطراف و جوانب میں ہر شخص کے دل پر نقش ہے۔ اسلام آباد کی تعمیر سے پہلے یہ گاؤں تحصیل راولپنڈی کے تھانہ بھارا کہو میں تھا۔ اس کے شمال میں مارگلہ کی پہاڑیوں نے اسے ضلع ہزارہ سے جدا کر رکھا ہے۔ مغرب میں رتہ ہوتر اور اس سے ذرا آگے سید پور، جنوب میں موضع کٹاریاں اب یہاں پر وزارتِ خارجہ حکومتِ پاکستان کا دفتر ہے۔ اور مشرق میں موضع تڑیل ہے۔ نور پور شاہاں بری امام کا مدفن ہونے کی وجہ سے بری کی نگری بھی کہلاتا ہے۔ کروڑوں معتقدین اور لاکھوں ایسے ہیں جنہوں نے اس درگاہِ عظیم سے دین و دنیا کی دولت سے جھولیاں بھری ہیں اور قیامت تک لوگ اپنی جھولیاں بھرتے رہیں گے

ہرگز نہ میرد آنکس کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

راولپنڈی شہر سے بارہ میل شمال کی طرف واقع یہ دلنواز اور نظر افروز بستی جسے حضرت امام پاک بریؒ کے پاک قدموں کے طفیل نور پور شاہاں کہا جاتا ہے۔ آج کل اپنے سرسبز و شاداب درختوں، مصفّا پانی کے خوبصورت چشموں اور ایک ہزار کے قریب مکانات پر مشتمل ہے

یہاں پر بری پاکؒ کا مزار پرانوار ہے۔ یہاں پر دو طبقہ خیال کے لوگ بستے ہیں۔ اثنا عشری اور اہلِ سنّت والجماعت، دونوں گروہ آپس میں شیر و شکر اور بری پاکؒ کے ماننے والے ہیں۔ یہاں زندگی کی ہر چیز میسر ہے۔ مڈل سکول۔ ڈسپنسری، مساجد اور دینی علوم کے حصول کے لئے ایک دینی مدرسہ جسے ایک عالمِ دین جناب سیّد محمد قاسم شاہ صاحب عرصہ دراز سے چلا رہے ہیں۔

روضۂ پاک بستی کے نشیبی علاقہ میں ہے۔ جہاں مصفّا پانی کا ایک نالہ قریب ہی بہتا ہے۔ مزار شریف میں جو شیشہ کاری اور مینا کاری کی گئی ہے اس سے روضۂ پاک کی عمارت ہر وقت جگمگاتی نظر آتی ہے، یہ حسین و جمیل عمارت جس میں ضریحِ مبارک ہے ایک بڑی چاردیواری سے گھری ہوئی ہے۔ مزار شریف سے ملحق جانبِ مشرق تین کمرے ہیں جن میں سے ایک میں حکومت کی جانب سے مقرر کردہ اوقاف کے منیجر کا دفتر ہے۔ دوسرا کمرہ سٹور کا کام دیتا ہے۔ اور تیسرے کمرے میں عرس شریف کے موقع پر لنگر کے اہتمام و انتظام کا سلسلہ ہے۔

بیرونی چاردیواری سے جب زائر مزار شریف کی چاردیواری میں داخل ہوتا ہے تو دروازے کے قریب بائیں جانب "مچ" نظر آئے گا۔ یہ ایک چھوٹا سا گنبد نما کمرہ ہے جس میں ہمہ وقت آگ جلتی رہتی ہے اور زائرین اس آگ کے سوہاگے کو بطورِ تبرک اپنے اپنے

گھروں میں لے جاتے ہیں۔ جو دوا کا کام بھی دیتا ہے۔ اکثر لوگوں کو
اس سوہاگہ سے شفایاب ہوتے دیکھا۔ کیوں نہ ہو۔

سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

ایک عقیدت مند کے لئے تو اپنے مُرشد کے دَر کی خاک بھی
پیغامِ شفا ہے۔ اور وہابیوں کو تو چمکتا سورج بھی نظر نہیں آتا اس
میں کسی کا قصور نہیں۔ ہر شخص اپنی نیّت کے مطابق پاتا ہے رسُولِ
پاکؐ کا فرمان ہے کہ اِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّیَّاتِ تمام عملوں کا
دارومدار نیّت پر مبنی ہے۔

اگر آپ خلوصِ نیّت سے ایک ولی بزرگ کی ذات کو صاحبِ
تصوّف مانتے ہیں۔ تو پھر ممکن نہیں کہ آپ عقیدت سے اس کے دَر
کی خاک میں بھی شفاء کی تاثیر اور اس کی دعاؤں میں دین و دنیا کی
سرخروئی نہ پائیں۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ دروازے کے قریب "مچ" ہے اور
آگے جائیں تو کچھ سایہ دار درخت ہیں۔ جانب مغرب مسجد ہے
جو وہ یار والی مسجد کہلاتی ہے۔ اور جہاں پر جمعہ کی نماز پڑھائی
جاتی ہے۔

روضہ مبارک کا گنبد شہنشاہِ ہند اورنگ زیب عالمگیر کے
حکم سے تعمیر ہوا تھا۔ جدید میناکاری اور مزار کو حسن و زینت
دینے کا کام ۱۹۷۰ء میں محکمہ اوقاف کے زیرِ نگرانی شروع ہوا۔ آج

اپنے حسنِ ظاہری میں بھی مزارِ مُبارک بَرّی اِمامؒ اپنی نظیر آپ ہے اور باطنی
رُوحانی مقام کے لحاظ سے اتنا ہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں
انسان اس عظیم دَر سے مُرادیں پا چکے ہیں اور لاکھوں ننگے پاؤں ننگ
دھڑنگ عقیدت مند اپنی اپنی تمنا و حیثیت کے مطابق مُرادیں پاتے
چلے جا رہے ہیں۔

نہ سمجھ کہ بے حقیقت ہے یہ فقر کا فسانہ
تجھے کیا خبر کہ کیا ہے نگاہِ قلندرانہ

چند دُوسرے مزارات

آپؒ کے مزارِ اقدس سے جانب مغرب آپؒ کے عاشق و خلیفہ
جناب شہزادہ شاہ حُسین کا مزار ہے۔ جو ایک شہزادہ تھا اور آپؒ کے
عشق میں تخت و تاج چھوڑ کر درویشی اختیار کی اور آپؒ کے خلفاء
مقربین میں شامل ہوا۔

اس عشق و محبّت کے طفیل جو مرتبہ انہیں ملا وہ یہ ہے کہ جب
کوئی زائر درگاہ بَرّی اِمامؒ پر سرِ عقیدت خم کرنے آئے تو اس کے لئے
لازم ہے کہ پہلے شاہ حُسینؒ کے مزار پر حاضری دے۔ پھر بَرّی سرکارؒ
کے مزار پر داخلے کا مجاز ہوگا اور پھر جب زیارت سے فارغ ہونے کے
بعد واپسی کا پروگرام بنائے تو ایک بار پھر شاہ حُسینؒ کے ہاں حاضری لازم
ہے ورنہ اس کی زیارت مقبول نہیں ہوگی۔ اسی کا نام "پہلا اور آخری

سلام ؒ ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپؒ کے دوسرے مشہور خلیفہ حضرت میٹھا شاہ ؒ کا مزار ہے۔ دوسری جانب نالہ کے قریب بلند جگہ پر حضرت میر علی قادری ؒ المعروف بہ سائیں نانگا کا خوبصورت مزار ہے۔ آپ بھی بری ؒ سرکار کے عاشقوں میں سے ہیں۔ محلہ نوری باغ میں سید ضمن علی شاہ ؒ کا مزار ہے۔

مزار بری سرکارؒ سے کچھ دور بازار کے پیچھے شاہ دہ نگ ؒ جو بری سرکارؒ کے خلفاء میں سے تھے کا مزار ہے۔ یہاں ایک پرانی مسجد کے نشانات بھی ہیں۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کو جناب بری سرکارؒ کے حکم سے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور اس میں بری سرکارؒ نے نمازیں پڑھی ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ محکمہ اوقاف اس تاریخی مسجد کو از سرِ نو تعمیر کر کے اپنی اسلام سے محبت کا ثبوت فراہم کرے۔

مرشدؒ کی عبادت گاہ

حضرت بری سرکارؒ کے مرشد جناب سخی حیات المیر زندہ پیر نے جہاں چلّہ کاٹا اور عبادت کی وہ جگہ آپؒ کے مزار سے تقریباً ایک فرلانگ مغرب کی جانب واقع ہے۔ یہ جگہ گنبد نما ہے اور اس کے گرد چار دیواری ہے۔ درمیان میں پختہ فرش اور دیے جلانے کی جگہ بنائی گئی ہے۔ اسی جگہ جناب بری سرکارؒ نے اپنے مرشد سے فیض روحانی پایا تھا۔ جس پتھر پر بیٹھ کر آپؒ مرشد سے درسِ باطنی لیتے رہے وہ آج

بھی محفوظ ہے۔ اس پتھر پر بیٹھ کر آپؒ قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

نورپور شاہاںؒ کی بستی

اس بستیٔ پاک میں پانچ محلے ہیں جن کے نام یہ ہیں :۔
محلہ ڈھکی۔ محلہ ساعنی۔ محلہ حویلی، نوری باغ۔ محلہ کمال پور۔

آپ کہیں سے بھی بری پاکؒ کے لئے آئیں آپ کو بس۔ ویگن یا ٹیکسی اڈا پر اتارے گی۔ اڈا نورپور سے ایک چھوٹا سا بازار شروع ہوتا ہے جو دربار حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ تک دو رویہ چلا گیا۔ اس بازار کی دکانوں پر ہر قسم کی اشیاء دستیاب ہیں۔ جن میں سے زیادہ تر دکانیں گجروں اور چوڑیوں کی ہیں۔ ان دکانوں پر مرد و عورتیں ہر وقت زائرین مردوں کو گجرے اور عورتوں کو چوڑیاں پہناتی نظر آتی ہیں لوگ یہاں سے خرید و فروخت بھی باعثِ سعادت تصور کرتے ہیں۔

اس کے بعد حلوائیوں کی دکانیں ہیں۔ جہاں سے حلوہ پوڑی اور مٹھائیاں خریدی جاتی ہیں اور لوگ بطورِ تبرک گھروں میں لے جاتے ہیں۔ اڈے سے اتر کر جانبِ مزار چلیں تو پہلے آپ کو پھول والوں کی دکانیں ملیں گی۔ جہاں مزارِ پاک کے لئے پھول اور اگربتیاں بیچنے والوں کی چند دکانیں ہیں۔ آگے نشیب شروع ہو جاتا ہے جو پل تک چلا گیا ہے۔ اس کے دو رویہ بھی گھریلو ڈیکوریشن کی اشیاء بیچنے والے

اور مزار کی تصویریں اور نگینے بیچنے والے ملیں گے۔ ہوٹل اور کباب فروشوں نے بھی بازار کی رونق کو دوبالا کر دیا ہے۔ پھر عرس شریف کے موقع پر تو مزار شریف کے چاروں طرف دو میل کے ایریا میں اتنا بڑا بازار لگتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

بری سرکار شاہ عبداللطیف قادریؒ کی نگری کے دوسرے مقامات بھی قابلِ دید ہیں

۱:۔ حضرت بری امامؒ کے ایک مریدِ خاص شاہ مالو کا مزار بوہڑی کی گلی میں ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے۔ ان کی قبر بھی پختہ ہے۔

۲:۔ مزار بری امامؒ کے مقام اور نوری باغ کے نزدیک ایک مکان ہے جس میں ایک چھوٹے سے گنبد کے نیچے ایک قبر ہے۔ یہ ایک سادھو کی قبر ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ پہلے مزار بری پاکؒ کے مقام پر چلہ کش تھا اور آپؒ کے حکم سے اپنی موجودہ قبر کے مقام پر چلا گیا۔ وہیں پر مرا اور دفن ہوا۔ اس کا نام کتبِ تواریخ میں ہرجی رام مذکور ہے۔

۳:۔ نوری باغ میں ایک غار ہے جس کے متعلق مذکور ہے کہ بری پاکؒ اس غار میں چلہ کاٹا تھا۔

۴:۔ اڈا نور پور سے قبل جہاں پر محصول چونگی بنی ہوئی ہے بلندی پر ایک جدید مزار جو تقریباً بن چکا ہے اور بڑی خوبصورت تعمیر کا حامل ہے۔ سید ولایت شاہؒ کا مزار ہے۔ جو بابا نانگا کے نام سے مشہور تھے اور بری امامؒ کے عشاق میں ان کا شمار تھا۔ حال ہی میں اُن کا وصال ہوا ہے ان کے بچے اس وقت مزار پر ہوتے ہیں۔

۵:۔ علی تخت کے قریب ایک دو منزلہ عمارت ہے۔ پرانے دور میں اس کے اوپر والے حصّہ سے نوبت خانہ کا کام لیا جاتا تھا۔ یعنی یہاں نوبتیں بجائی جاتی تھیں اور نیچے آگ جلانے کی جگہ تھی۔ مدّت سے یہ جگہ اب چھت گرنے کی وجہ سے غیر آباد ہے۔ محکمہ اوقاف کو ان آثارِ قدیمہ کی حفاظت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ اس کے قریب ایک مکان ہے جسے پوشاکی والا مکان کہتے ہیں۔ اس مکان میں قبر کی زائد چادریں اور غلاف رکھے جاتے ہیں۔ اور بوقتِ احتیاج قبر پر ڈال دیئے جاتے تھے۔

۶:۔ یہاں سے قریب ہی راجہ شیر زمان کے ہوٹل کی جگہ پہلے لنگر خانہ ہوتا تھا۔ جہاں زائرین مسافروں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ یہ مکان بھی حوادثاتِ زمانہ کی نذر ہو کر ختم ہو چکا ہے۔

۷:۔ راجہ مظفر خان صاحب کے مکان کے قریب ایک پُرانے محل کے کھنڈرات و آثار موجود ہیں۔ جس کے بارے میں متضاد باتیں کہی جاتی ہیں۔ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت برّی پاکؒ کی نور پور شاہاں آمد سے قبل یہاں کے راجہ کے محل کے کھنڈرات ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ یہ پُرانے دَور میں زرگروں کی جگہ تھی۔

۸:۔ حاجی فیروز خان کے مکان کے قریب ذرا سی بلندی پر واقع برٹش حکومت کے دَور کا ایک پانی تالاب بھی ہے جس سے پُوری بستی پانی حاصل کرتی ہے۔

مزار برّی سرکارؒ

اللہ تعالیٰ نے جہاں سرزمین پوٹھوار کو گوناگوں نعمتوں سے نوازا ہے وہاں اس پاک زمین کو جلیل القدر عالی مرتبت بزرگانِ دین و اولیاءِ کرام کا مرکز بھی بنایا ہے۔ جو راولپنڈی سے بارہ میل شمال کی جانب سر بفلک پہاڑوں کے دامن میں بستی نور پور شاہاں میں ایک ندی کے کنارے آپؒ کا روضہ مبارک واقع ہے۔ مزار شریف ایک وسیع و عریض احاطہ میں ہے۔ مزار شریف کے ساتھ مشرقی جانب اس وقت جو کھنڈرات ہیں۔ کبھی وہاں برآمدے نما

مکانات تھے۔ جو زائرین کے قیام و طعام کے لئے استعمال ہوتے تھے۔ مزار شریف کے احاطہ کی بیرونی چہار دیواری کے اندر ایک اور چہار دیواری ہے جس کے اندر حضرت برّی امام کا روضہ مبارک ہے۔ اس کے تین دروازے ہیں۔ ایک مشرق کی جانب اور دو جنوب کی طرف۔ جنوبی دروازے کے متصل ایک چھوٹا سا گنبد نما حجرہ ہے اور قریب ہی آگ جلانے کی جگہ ہے جسے عُرفِ عام میں مچ کہا جاتا ہے۔ روضہ کے اندر تربت شریف اُوپر سے کچی ہے۔ اردگرد کچھ عرصہ قبل سنگِ مرمر کی خوبصورت جالی لگائی گئی ہے۔ جس پر غلاف پڑتے رہتے ہیں۔

حضرت شاہ لطیف برّی قادریؒ

برّصغیر پاک و ہند میں اسلامی دور کے اندر دو قسم کی بادشاہتیں قائم رہی ہیں۔ ایک بادشاہت تخت و تاج کے حکمرانوں کی تھی جو کہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر سلطنت پر قائم رہے اور اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری رکھے رہے اور دوسری متوازی بادشاہت بلند پایہ اولیائے کرام اور صوفیائے کرام کی تھی جو اپنی مثالی سیرت و عملی کردار بلند اخلاق اور اعلیٰ اوصاف کی طاقت سے دِلوں کو تسخیر کرتے اور رُشد و ہدایت کا چشمۂ فیض جاری کرتے تھے۔ جہاں پر ہر کے دَم سے چھوٹے بڑے امیر و غریب حتیٰ کہ شاہانِ وقت بھی

پیادہ پا اگر اپنی تشنگی دُور کرتے اور دین و دُنیا کے اُلجھے ہوئے
امور میں ۔ صحیح راہنمائی حاصل کرتے ۔

ابتدائی حالات

آپ کا خاندان عرصۂ دراز سے تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی
کے مشہور قصبہ سیدؔ میں اقامت گزیں تھا ۔ جو کہ کسراں گاؤں سے
ملا جُلا ہے ۔ عام بول چال میں تعارف اور نشاندہی کے طور پر سیدؔ
کسراں بولا جاتا ہے ۔ جو سادات کا ایک مشہور قصبہ ہے ۔ یہاں
حضرت بابا شاہ نذر دیوان المشہدی کاظمیؒ کا روضۂ مُبارک بھی ہے
جن کے نام سے مشہور و معروف ہے ۔ اور مغربی پاکستان کے اکثر
مشہدی سادات کا قدیم ترین مرکز ہے ۔ حضرت بُرّی امام بھی اسی مرکز
سے نسبی تعلق رکھتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت بُرّی شاہ عبداللطیفؒ
کے آٹھویں پشت اوپر حضرت سید حسین شاہ مشہدی سیدؔ شہر
سے کرسال تحصیل و ضلع چکوال میں چلے گئے تھے ۔ موضع کرسال سیدؔ
کسراں سے پچیس ۲۵ میل دُور ہے ۔

ولادت باسعادت

اگر یہ کہا جائے کہ خطۂ پوٹھوہار کے مُسلمانوں کو شمال مشرق کی
جانب تین میل کے فاصلہ پر گھنے جنگلوں میں ڈھکی ہوئی ویران جگہ

سے حضرت بُرّی امام سید عبداللطیف قادریؒ کی صورت میں روحانیت
کا گنج گرانمایہ دستیاب ہوگیا ۔ تو مبالغہ نہ ہوگا ۔ حضرت بُرّی امام سید
عبداللطیف قادری مسلک کے پیرو تھے ۔ آپ ایک گاؤں کرسال
تحصیل و ضلع چکوال میں ۱۰۲۶ھ ہجری بمطابق ۱۶۱۷ء عیسوی میں
پیدا ہوئے ۔

اسمِ گرامی

حضرت بُرّی امامؒ کا نام نامی ۔ اسم گرامی سید عبداللطیف شاہؒ
تھا ۔ ان مایۂ ناز بلند رُتبہ اولیاءِ کرام میں ایک ولی سید عبداللطیف
قادریؒ المعروف بُرّی سرکار سُلطان العارفین ۔ قطب
الاقطاب سید اولیاء سُلطان الفقراء ہیں جو کہ عوام و خواص
میں "لطیف بُرّی" "سرکار بُرّی" کے دِل نشین نام سے یاد کیے
جاتے ہیں ۔

بچپن

پہاڑ کی بلندی قریب سے نظر نہیں آتی ۔ اس کا اندازہ دُور سے
ہوتا ہے ۔ ابتدائی عمر ہی سے آپؒ میں روحانیت اور بزرگی کی علامات
کا ظہور شروع ہوگیا تھا ۔ آپؒ جب ذرا سیانے ہوئے تو اپنے
مویشی چرانے کے لیے گاؤں سے دُور نکل جاتے ۔ مویشی تو اپنے چرنے

میں مشغول ہو جاتے اور بری سرکار علیحدہ بیٹھ کر اپنے رب سے لو لگا لیتے اس تنہائی میں آپؒ نے عبادات و ریاضت کی مشق کی۔ یہ آپؒ کی بچپن کی کرامت ہے کہ تمام مویشی اپنا پیٹ بھر کر آپؒ کے قرب و جوار میں ہی رہتے اور جب شام کو واپس ہونے کا وقت ہوتا تو آپؒ انہیں اکٹھا کر کے گھر لے آتے۔ مویشی باندھ کر آپؒ اپنے والدِ محترم سید محمود شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آجاتے اور دینی تعلیم حاصل کرتے آپؒ کی ابتدائی تعلیم و تربیت آپؒ کے والدِ نامدار کے ہاتھوں ہی ہوئی۔ ابتدائے عمر سے ہی آپؒ کا رجحان دین کی جانب رہا۔ جب کہ آپؒ کو گاؤں کے بچوں کے ساتھ کھیلتے نہیں دیکھا گیا۔ آپؒ کا زہد و اتقا اور مذہب سے محبت پورے گاؤں میں مشہور تھی۔ آپؒ نے نہ تو کسی کو گالی دی اور نہ کبھی جھوٹ بولا۔ آپؒ ابتدائی عمر سے ہی خدا رسیدہ اور عاشقِ الٰہی تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ ایک ایسی ہستی کے مالک تھے جن سے کرامات و ولایت کا ظہور بچپن سے ہی ہونا شروع ہو گیا تھا۔ آپؒ کے تقدس کی اس شہرت کا یہ نتیجہ نکلا کہ لوگ دور دراز سے آپؒ کی زیارت کو آنے لگے۔ بچپن ہی سے آپؒ علم و عرفان کے وہ دقیق مسائل حل کرتے کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔ آپؒ نے اوائل عمری سے ہی دینِ مبین کی تبلیغ اور ذکر و فکر اور علومِ ظاہری و باطنی کے ورق الٹانے شروع کر دیئے۔

آپؒ کی طبیعت بچپن ہی سے زہد و تقویٰ کی طرف اس طرح

مائل تھی جیسے نوخیز طائرِ لاہوتی۔ فضاؤں کی بلندیوں میں پر پھیلا کر مائلِ پرواز ہونے کو بے تاب و مضطرب ہوتا ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضورِ اولیاء

حضرت بری امامؒ نے نہایت کامیابی اور ذوق و شوق سے تعلیم کے مدارج طے کئے۔ یہاں آپؒ نے حدیث۔ منطق۔ فقہ۔ ریاضی۔ علمِ الکلام۔ علمِ ادب۔ علمِ المعانی۔ علمِ طِب۔ علمِ روحانی اور فلسفہ نیز عربی۔ فارسی کی ابتدائی تعلیم میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا۔ چنانچہ علم و فضل کے قطرات کی لہروں میں تبدیل ہوتے گئے اور منازلِ سلوک طے ہونے لگیں۔ غور غشتی کے علماء فضلاء اور اساتذہ میں ایک بزرگِ کامل و عامل پرہیزگار اور خدا ترس ولی تھے۔ جن کی روح پرور صحبتوں اور راہنمائی سے حضرت بری سرکارؒ بہت مستفیض ہوئے۔ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپؒ کشمیر۔ بدخشاں۔ مشہدِ مقدس۔ نجفِ اشرف۔ کربلا معلیٰ، بغداد، بخارا، مصر۔ دمشق۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے حج بیت اللہ کر کے اور علمِ ظاہری اور علمِ باطنی حاصل کر کے تقریباً پچیس ۲۵ سال کی عمر میں واپس گھر آئے۔

شادی

آپؒ کی حیات کا نصف اوّل عالمِ ہوش میں گذرا۔ چنانچہ آپ کی
شادی موضع نور پور شاہاں سے سات میل شمال میں واقع ایک گاؤں
راہی سیداں ضلع ہزارہ میں سید نور محمد کی دختر نیک اختر بی بی
دامن خاتون سے ہوئی۔

ازدواج و اولاد

شادی کے بعد آپؒ موضع کنگرہ میں منتقل ہو گئے اور تقریباً
آٹھ نو برس تک یہاں قیام پذیر رہے۔ اس دوران آپؒ کے ہاں
ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام بی بی مقبول خاتون تھا۔ اس بچی کا
تقریباً سات سال کی عمر میں قضائے الٰہی سے انتقال ہو گیا۔ اور
ایک سال بعد آپ کی زوجہ محترمہ کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس مرحلہ پر
پہنچ کر دنیادی پابندیوں کی تمام زنجیروں سے آزاد ہو گئے اور مکمل
طور پر یادِ الٰہی میں محو ہو گئے۔ اس طرح کہ جیسے ایک بھٹکا ہوا راہی
منزلِ مقصود پر پہنچ کر دلی سکون پاتا ہے۔ اور حقیقت میں بھی یہی
منشائے حق تھا اور یہی اس باکمال ہستی کی منزلِ مراد تھی۔ اس کے
علاوہ آپؒ نے اور شادی نہ کی اور آپؒ کا سلسلۂ اولاد نہیں چلا۔

آپؒ کا تبلیغی مشن

آپؒ سالہا سال جنگلوں ویرانوں میں بھٹکتے اور نعرۂ حق بلند

کرتے۔ روشنی کی تلاش میں سرگرداں رہے اور پہاڑوں کے غاروں
میں چھپ کر منازلِ سلوک طے کرتے رہے اور حصولِ مقصدِ عالیہ
کے بعد آپؒ دھیرکوٹ تشریف لے گئے اور اسلام کی تبلیغ کے عظیم
مشن کا آغاز کیا۔ ہزاروں لاکھوں بھٹکے ہوئے بندگانِ خدا حلقۂ
بگوشِ اسلام ہو گئے۔ حتیٰ کہ بادشاہِ وقت شاہجہان اور شہزادہ
اورنگ زیب عالمگیر نے حاضر ہو کر اکتسابِ فیض کیا اور آپؒ کی
وصال کے بعد آپؒ کا روضۂ مبارک شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر
نے مغلیہ طرز پر تعمیر کروایا۔

لقب برّی کی وجہ تسمیہ

آپؒ کے مبارک لقب یعنی "برّی" کی وجہ تسمیہ اس طرح ہے کہ
جب آپؒ کے خدام حاضر ہو گئے تو آپؒ ریاضت و عبادت کی غرض
سے سالہا سال تک جنگل بیابانوں اور پہاڑوں کی غاروں میں رہے
خاص کر آپؒ نے ضلع ہزارہ میں بہنے والی ندی نیلاں میں کھڑے ہو کر
برسوں عبادت و ریاضت کی۔ اس کے بعد آپؒ موضع نیلاں بھوتو
کے قریب ایک غار میں چلّہ کاٹنے چلے گئے۔ آپؒ وہاں کافی عرصہ
یادِ الٰہی اور سلوک کی منازل طے کرنے میں مصروف رہے۔
جب عبادت و ریاضت کی یہ کٹھن منزل عبور کر کے مشاہدہ

حق سے بہرہ ور ہوئے اور اس امتحان میں پورے اُترے۔ آپؒ کا چلّہ مکمّل اور کامیاب ہوا۔ تو آپؒ کے مُرشدِ کامل حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیرؒ نے آپؒ کو غار کے دھانے پر آکے آواز دی کہ :-

"اے لطیف! تمہاری عبادات و ریاضت کی تکمیل ہوئی اور خُدا نے تمہاری سعی کو قبول فرمایا۔ باہر آؤ کہ آج یومِ تبریک ہے"۔

آپؒ غار سے باہر تشریف فرما ہو کر مُرشدِ کامل سے ملے۔ مُرشد نے آپؒ کو اِس کامیابی کا جانفزا مژدہ سُنایا اور مبارک باد دی۔ اور خوشی و مسرّت کا اظہار اور ساتھ ہی فرمایا کہ :-

"اے لطیف! خُدائے بزرگ و برتر نے تم پر اپنے اسرار و رموز کا انکشاف کر دیا ہے۔ تمہیں باطنی اور پوشیدہ علوم و اسرار سے مالا مال کر دیا ہے۔ آج سے میں نے تمہیں اِس بَرّ (خشکی زمین) پر اپنا نائبِ اِمام مقرّر کر دیا ہے۔ یہ تمام علاقہ تمہاری باطنی حکومت کے زیرِ اثر کر دیا گیا ہے"۔ الخ۔

یہی وجہ ہے کہ انہیں اِمام بَرّی یا اِمام بَرّ کہا جاتا ہے۔ جس کے معنی خشکی یا زمین کے اِمام ہیں۔ بَرّی سرکار کے معروف دو راں لقب سے سرفراز کیا اور یہی لقب خواص و عام میں مقبول ہوا۔

اِمام

ہمارے ماخذوں میں غلام حُسین شاہ بُخاری متوفی ۱۸۹۴ء

کا رسالہ اوّلین ماخذ ہے۔ جس میں آپ کے نام کے ساتھ لفظ اِمام لکھا گیا۔ اس سے پہلے صرف تو تحریروں میں آپ کا ذکر ہے۔ کسی میں لفظ اِمام استعمال نہیں ہوا۔

بَرّی

جو تحریریں اب تک محفوظ ہیں ان میں ۱۸۵۹ء کی تحریر قدیم ترین ہے۔ جس میں آپ کے نام کے ساتھ "بَرّی" لکھا ہے۔ (ضمیمہ ۳) اسی سن میں "دستور العمل خانقاہ شاہ لطیف" تحریر میں آیا۔ جس میں آپ کا لقب بَرّی لکھا ہے۔ ان دو تحریروں سے پہلے کسی نے آپ کا لقب بَرّی نہیں لکھا۔

۱۸۸۱ء میں محمد شاہ مشہدی نے نسب نامہ شریف میں لقب بَرّی کی یہ وجہ بتائی کہ آپ شب و روز ویرانوں میں عبادت کرتے رہے۔ پہاڑوں پر۔ جنگلوں اور دریاؤں میں ایک مُدّت گذاری۔ جہاں آپ کی خوراک بناسپتی تھی۔ بَرّی نام سے معروف ہونے کی یہی وجہ ہے۔ وہ لکھتے ہیں :-

دلا وصفی بکن بَرّی لطیف آنجہاں گوید
ولی والی ولایت واقفی سرِ نہاں گوید

لطیف آنچناں بود مرد اولیاء — خُداہش بہ پنجاب کرد اولیاء
علف خوردن اترا غذا بود خاص — مرد بود از رنج و نیا خاص

بورانہ شب روز در بندگی   بسر کرد در بندگی زندگی
چو گردید بر کوہ ہا مون و دشت
بعالم ازاں برّی مشہور گشت

اسمائے باری تعالیٰ میں سے ایک بِرّ ہے۔ برّی کا مطلب مہربان یا نیکوکار ہے۔ ممکن ہے جہلا نے برّی کا بَرّی بنا دیا ہو مگر اب آپ بَرّی لقب سے ہی معروف ہیں۔

یہ بات کہ آپ علومِ مناد لہ کے بھی عالم تھے۔ کسی اور کتاب میں نہیں ملتی سوائے اس کتاب کے کہ یہ بات صاحب امام برّیؒ نے آپ کی وفات حسرت آیات کے اڑھائی سو سال بعد ۱۹۵۵ء میں لکھی ہے۔

تعلیم و تربیت

آپؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت شاہ محمودؒ سے حاصل کی۔ اس کے بعد ظاہری و باطنی علوم کے حصول کے لئے آپؒ والد ماجد نے آپؒ کو کیمبلپور (اٹک) کے قریب ایک مشہور دینی و تبلیغی مرکز غور عشتی بھجوا دیا۔ جو اس زمانے میں علومِ دین کا بڑا مشہور مرکز تھا۔

آپؒ نے علماء و فضلا کے اس گہوارے میں بھرپور صلاحیتوں اور دِلی دماغی اور روحانی توانائیوں کے ساتھ علومِ ظاہری و باطنی فیض حاصل فرمایا۔

حضرت بَرّی امامؒ کے والدِ محترمؒ

آپؒ کے والدِ محترم کا اسمِ گرامی حضرت سیّد سخی شاہ محمودؒ تھا اور آپؒ کی والدہ محترمہ کا نام بی بی غلام فاطمہ تھا۔ آپؒ کے والد نہ صرف نہایت متقی اور پرہیزگار تھے بلکہ کامل بزرگ بھی تھے۔ بَرّی سرکارؒ کے والد بزرگوار نے آپؒ کی تربیّت پر خاص توجہ دی اور شروع ہی سے آپؒ پر نظرِ خاص رکھی۔ انہوں نے اپنی نگاہِ باطن سے یہ محسوس کر لیا تھا کہ یہ بچّہ بڑا ہو کر دینِ اسلام کی نورانی شمع کو کچھ اس انداز میں روشن کرے گا کہ چار دانگِ عالم اس سے منوّر ہوں گے۔

چنانچہ کم سنی ہی میں آپؒ نے قرآنِ پاک کی تعلیم مکمل کر لی آپؒ کے والدِ بزرگوار اپنے گاؤں کرسال نزد چکوال سے ہجرت فرما کر علاقہ باغ کلاں جو آجکل آبپارہ اسلام آباد کے نام سے مشہور ہے۔ میں قیام پذیر ہوئے۔ اور وصال کے بعد یہاں ہی مدفون ہوئے۔ آپؒ کا مزار شریف ایک چار دیواری کے اندر ہے۔ اور ساتھ ہی بَرّی

اِمام کی والدہ ماجدہ کی تربتِ انوار بھی ہے۔ نیز دو اور قبریں بھی چار دیواری کے اندر واقع ہیں۔ ایک برّی اِمام کے بھائی کی اور دوسری ہمشیرہ صاحبہ کی ہے۔ یہ مزارِ مُبارک بالمقابل آبپارہ مارکیٹ باغ کلاں شاہراہِ کشمیر برلبِ سڑک درختوں کے گنج میں واقع ہیں۔ اس کے نزدیک حکومت نے ایک شاندار اور اعلیٰ پایہ کی مسجد تعمیر کروائی ہے جو مسجدِ فقراء کے نام سے موسوم ہوئی ہے۔ حضرت برّی اِمام کے والد صاحبؒ کے رہائشی مکان کی جگہ بھی آج تک محفوظ ہے۔ ہزاروں عقیدت منداور زائرین جب حضرت بری سرکارؒ کے سالانہ عُرس مُبارک کے موقع پر دُور دراز سے آتے ہیں تو ان کے والدِ محترم کے مزارِ مُقدّس پر حاضری ضرور دے کر جاتے ہیں۔ باغ کلاں کے آثار اب بھی نظر آتے ہیں۔ سینکڑوں سال پُرانے درخت اور ان کے ارد گرد کا ماحول باغ کلاں کی یاد تازہ کرتا ہے حکومت نے مزار کے بالمقابل یاسمین (چنبیلی) کا بہت بڑا باغ لگایا ہے جو یاسمین گارڈن کے نام سے مشہور ہے۔

یہ باغ دراصل تصوّف اور روحانیّت کے رنگ برنگے پھولوں اور خوشبوؤں کا امین ہے۔ اور یہ خوشبوئیں ہمیشہ طالبانِ حق کے سینوں اور دماغوں کو مُعطّر کرتی رہیں گی۔ کیونکہ اِن مہکوں میں آقائے دوجہاں سرورِ کونین حضرت مُحمّدؐ مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی غلامی میں رہنے والوں کی سانسوں کا اثر موجب ہے

یہاں سے تین میل شمال مشرق کی جانب اِمام برّی سرکارؒ مزار پُر انوار ہے۔

حضرت برّی کے متعلق متفق روایات سے ثابت ہے کہ آپؒ مادر زاد ولی تھے۔ آپؒ کے مقام کا اعتراف بڑے بڑے جیّد بزرگانِ دین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ حضرت شاہ مُحمّد غوث رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے والد ماجد جناب سیّد حسَن پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت برّی اِمامؒ سے مُلاقات کی اور آپؒ کے بُلند پایہ ولی اور غوث ہونے کا اعتراف کیا۔

بیعت

نورپور واپس آکر آپؒ ایک غار میں چلّہ کش ہو گئے۔ راہِ سلوک کی منازل طے کر رہے تھے کہ باہر سے صدا آئی۔

"اے لطیف برّی چلّے سے باہر آ۔ آج مُبارک دن ہے"

یہ آواز ایک بزرگ کی تھی۔ جنہیں غلام حُسین شاہ بُخاری نے سخی حیات المیر زندہ پیر لکھا ہے۔ شاہ لطیف غار سے باہر تشریف لائے۔ چند روز بعد ان بزرگ نے شاہ برّی کو بیعت سے مشرف فرمایا۔

شجرۂ نسب

حضرت سلطان العارفین قطب الاقطاب سید عبداللطیف شاہ قادری بری امام حضرت امام موسیٰ کاظم کی آل سے ہیں۔ اور مشہدی حسینی اور سادات سے تعلق رکھتے ہیں۔ شجرۂ طریقت کے لحاظ سے آپ قادری ہیں۔ سلسلۂ طریقت چودہ واسطوں سے حضرت غوث الاعظم سید شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی پیرانِ پیر دستگیر سے جاملتا ہے جو آئندہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرکارِ دوعالم سے جاملتا ہے۔ سیف الملوک کے مصنف حضرت میاں محمد بخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرہ رحیمی" میں قطب الاقطاب کے لقب سے آپ کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ حضرت بری امام قادری حضرت پیرے شاہ غازیؒ دمڑیاں والی سرکار کھڑی شریف آزاد کشمیر والوں کے پیر بھائی ہیں۔

دوسرے الفاظ میں یہ وہ شمع رشد و ہدایت تھی جس میں ذاتی روحانی کاوش اور انفرادی اکتسابِ فیض کا روغن نہیں جلتا تھا۔ بلکہ یہ شمع نورِ ازل سے روشن تھی کہ ایک گمنام ویرانہ روشن ہو گیا۔ اور جنگل میں منگل ہو گیا۔ صدیوں پرانی تاریخ کا یہ گاؤں ایک گھنا جنگل ڈاکوؤں لٹیروں کا مسکن چور پور کے نام سے خلقِ خدا کے لئے دہشت ناک تھا۔ آج آپؒ کی ذات بابرکات کے فیض سے یہ تاریک ویرانہ نور پور شاہاں کے نام سے گہوارۂ انوار اور مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔ حضرت موصوف کو شاہ لطیف بری یا

عبداللطیف بری امام سرکار ہر دو ناموں سے پکارا جاتا ہے

شجرۂ طریقت

۱۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۔ حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ
۳۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ
۴۔ حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ
۵۔ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ
۶۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ
۷۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ
۸۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ
۹۔ حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ
۱۰۔ حضرت عبدالواحد یمنی رحمۃ اللہ علیہ
۱۱۔ حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ
۱۲۔ حضرت ابوالحسن علی القرشی رحمۃ اللہ علیہ
۱۳۔ حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ
۱۴۔ حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی محبوب سبحانی قطب ربانی غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

۱۵:- حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ
۱۶:- حضرت ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ
۱۷:- حضرت احمد شاہ اولی رحمۃ اللہ علیہ
۱۸:- حضرت شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۹:- حضرت شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۰:- حضرت علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۲۱:- حضرت محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۲:- حضرت عبدالجلال صحرائی رحمۃ اللہ علیہ
۲۳:- حضرت بہاول شیر قلندر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۴:- حضرت سید نور محمد رحمۃ اللہ علیہ
۲۵:- حضرت سید ابوالمعالی قادری حجردی رحمۃ اللہ علیہ
۲۶:- حضرت محکم الدین شاہ محمد مقیم؁ حجرہ شاہ مقیم رحمۃ اللہ علیہ
۲۷:- حضرت سید حجرہ شاہ مقیم شاہ محمد امیر بالا پیر رحمۃ اللہ علیہ
حجرہ شاہ مقیم دجمال اللہ حیات المیر زندہ پیر رحمۃ اللہ علیہ
۲۸:- حضرت قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری

؁ :- حضرت شاہ مقیم کے مرشد طریقت حضرت زندہ پیر حیات المیر بھی ہیں اس لحاظ سے حضرت زندہ پیر حضرت بری امام کے مرشد بھی ہیں اور پر دادا مرشد بھی۔

رحمۃ اللہ علیہ المعروف بری شاہ لطیف قادری المعروف بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت بری شاہ لطیفؒ نے بزرگانِ کامل سے فیض باطنی کے خزانے حاصل کئے اور خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپؒ کے مریدوں میں ایک بزرگ نامور شہرہ آفاق قلندر ولی حضرت سید غوث علی شاہ قادریؒ پانی پتی ہوئے ہیں۔ جن کے حالات و ملفوظات اور تعلیمات پر مشتمل دو جلدیں "تذکرہ غوثیہ" اور "تعلیم غوثیہ" آپؒ کے مرید و خلیفہ سید شاہ حسن گل قادریؒ نے تالیف فرمائی ہیں۔ یہ دونوں کتابیں نہایت مقبول ہوئی ہیں کہ تشنگانِ ذوق کے اصرار پر بار بار چھپ چکی ہیں۔

شجرۂ نسب حضرت بری امام قادری رحمۃ اللہ علیہ

۱:- حضرت سید عبداللطیف بری امام رحمۃ اللہ علیہ
۲:- بن حضرت سید محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ
۳:- بن حضرت سید شاہ حامد رحمۃ اللہ علیہ
۴:- بن حضرت سید شاہ بودلہ رحمۃ اللہ علیہ
۵:- بن حضرت سید شاہ سکندر رحمۃ اللہ علیہ
۶:- بن حضرت سید شاہ عباس رحمۃ اللہ علیہ

۷:۔ بن حضرت سیّد شاہ عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ
۸:۔ بن حضرت سیّد حسین رحمۃ اللہ علیہ
۹:۔ بن حضرت سیّد آدم رحمۃ اللہ علیہ
۱۰:۔ بن حضرت سیّد شاہ علی شیر رحمۃ اللہ علیہ
۱۱:۔ بن حضرت سیّد شاہ عبد الکریم رحمۃ اللہ علیہ
۱۲:۔ بن حضرت سید شاہ وجیہہ الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۳:۔ بن حضرت سیّد شاہ محمد ولی الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۴:۔ بن حضرت سیّد محمد ثانی الغازی رحمۃ اللہ علیہ
۱۵:۔ بن حضرت سیّد شاہ رعناء الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۶:۔ بن حضرت سیّد شاہ سلطان صدر الدین رحمۃ اللہ علیہ
۱۷:۔ بن حضرت سیّد سلطان محمد احمد سابق رحمۃ اللہ علیہ
۱۸:۔ بن حضرت سیّد سلطان ابو القاسم حسین المشہدی رحمۃ اللہ علیہ
۱۹:۔ بن حضرت سیّد علی امیر برہبر کے پیر رحمۃ اللہ علیہ
۲۰:۔ بن حضرت سیّد عبد الرحمٰن رئیس الزمان رحمۃ اللہ علیہ
۲۱:۔ بن حضرت سیّد سید اسحاق ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۲۲:۔ بن حضرت سیّد شاہ موسیٰ اوّل حسن زاہد رحمۃ اللہ علیہ
۲۳:۔ بن حضرت سیّد محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ
۲۴:۔ بن حضرت سیّد شاہ قاسم عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ
۲۵:۔ بن حضرت سیّد شاہ محمد اوّل رحمۃ اللہ علیہ

۲۶:۔ بن حضرت سیّد شاہ اسحاق الموفق رحمۃ اللہ علیہ
۲۷:۔ بن حضرت سیّد امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
۲۸:۔ بن حضرت سیّد امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۲۹:۔ بن حضرت سیّد امام محمد باقر رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۳۰:۔ بن حضرت سیّد امام زین العابدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۳۱:۔ بن حضرت سیّد امام حسین شاہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ
۳۲:۔ بن حضرت سیّد علی مرتضےٰ شیرِ خدا کرم اللہ وجہہٗ
وسیّدہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرہ خاتونِ جنّت رضی اللہ عنہا
بنت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

شجرۂ قادریہ قلندریہ

آغا گوہر علی شاہ سلسلہ برّیہ کے ایک ممتاز شخصیت ہیں اور پشاور کی ڈالی کے مہتمم۔ انہوں نے اپنا شجرۂ طریقت شیر محمد سے ترتیب دلا کر شجرۂ عالیہ قادریہ قلندریہ اِمامیہ کے نام سے ۱۹۶۶ء میں پشاور میں طبع کرایا۔ اس میں بھی شاہ لطیف برّی کو قادری اور حضرت حیات المیر کا خلیفہ بتایا ہے۔ یقیناً بیچ میں کچھ نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ یہاں ہم حیات المیر کے مرشد

کا نام پیر سیّد مظفر شاہ پاتے ہیں۔ ان کی ترتیب یہ ہے :۔

۱:۔ حضرت پیر سیّد شاہ عبداللطیف برّی امام رحؒ
۲:۔ حضرت پیر حیات المیر شاہ رحؒ
۳:۔ حضرت آقا پیر سیّد مظفر شاہ رحؒ
۴:۔ حضرت آقا سیّد پیر منوّر شاہ ارزاتی رحؒ
۵:۔ حضرت آقا پیر سیّد عبداللہ شاہ بلخاری رحؒ
۶:۔ حضرت آقا پیر سیّد عبدالرزاق رحؒ
۷:۔ حضرت آقا پیر سخی احمد کوثری رحؒ
۸:۔ حضرت سلطان الاولیاء حضور غوث الثقلین قدس اللہ سرہ العزیز۔

تذکرۂ غوثیہ

صوفیائے کرام کے تذکروں میں تذکرۂ غوثیہ (۱۳۰۱ھ) ایک دلچسپ کتاب ہے۔ اس کے مصنّف مولوی گل حسن شاہ نے راولپنڈی میں مدرستہ التعلیم المعلمین میں ایک سال تعلیم پاکر سند لی۔ اس کتاب کی دلچسپ عبارت مشہور شاعر مولوی اسمٰعیل میرٹھی کی مرہونِ منّت ہے۔ اس تذکرے میں حضرت محمد غوث علی شاہ پانی پتی قادری رحؒ (۱۸۰۴ء-۱۸۸۰ء) کا جو شجرۂ طریقت درج ہے۔ اس میں حضرت غوثِ اعظم تک اکیس

نام ہیں۔ اور ساتویں نام پر شاہ لطیف برّی رحؒ کا نام ہے۔

۱:۔ حضرت غوث علی شاہ قلندری رحؒ
۲:۔ حضرت سیّد اعظم علی باربردی رحؒ
۳:۔ حضرت مدح شاہ منداوی رحؒ
۴:۔ حضرت شیخ عبداللطیف ثانی کیر توری رحؒ
۵:۔ حضرت شاہ احمد کیر توری رحؒ
۶:۔ حضرت شیخ درویش محمّد رحؒ
۷:۔ حضرت عبداللطیف برّی رحؒ
۸:۔ حضرت شاہ امیر بالا پیر رحؒ
۹:۔ حضرت مقیم محکم الدّین حجردی رحؒ
۱۰:۔ حضرت ابو المعالی رحؒ
۱۱:۔ حضرت بہادل شیر قلندر رحؒ
۱۲:۔ حضرت ابو الجلال رحؒ
۱۳:۔ حضرت محمود شاہ رحؒ
۱۴:۔ حضرت نور محمّد رحؒ
۱۵:۔ حضرت علاؤالدّین رحؒ
۱۶:۔ حضرت شمس الدّین رحؒ
۱۷:۔ حضرت شہاب الدّین رحؒ
۱۸:۔ حضرت شاہ احمد رحؒ

۱۹:- حضرت ابوصالحؒ

۲۰:- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

بوالمعالی است رہنمائے یقین | باز حضرت مقیم محکم دین
بعد سیّد امیر بالا پیر | راہ عبداللطیف برّی گیر

حضرت برّی امامؒ کے ہمعصر اولیاءِ کرام

حضرت برّی شاہ لطیفؒ قادری کے خلفاء اور ہمعصر بزرگاتِ دین حسبِ ذیل ہوئے ہیں

سیّد حسن پشاوریؒ اور شاہ لطیفؒ

پشاور کے معروف بزرگ ابوالبرکات سیّد حسن قادریؒ معروف بہ میراں سرکار (۱۶۱۴ء - ۱۷۰۴ء) شاہ لطیف برّیؒ کے ہمعصر تھے۔ آپ کی سوانح حیات آپ کی اولاد میں سے ایک فاضل صوفی بزرگ مولانا امیر شاہ قادریؒ کی کتاب "تذکرۂ علماء و مشائخ سرحد" کے صفحات ۴۹ - ۶۳ پر ملاحظہ ہوں۔ مولانائے موصوف اپنے جدِ بزرگوار پر سند ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ حضرت سیّد حسن شاہؒ اور شاہ لطیف برّیؒ کی ملاقات ۱۰۷۷ھ میں ہوئی۔ حضرت شاہ غلام

قادریؒ (ابن آقا محمدؐ عابد قادری بن شاہ محمدؐ غوث لاہوریؒ بن حضرت سیّد حسن قادریؒ) کا رسالہ "خوارق العادات"، بعض کرامات و خوارق عادات سیّد حسنؒ" جبیب گرامی مولانا محمدؐ امیر شاہ قادریؒ دیکہ توت پشاور) کے پاس دیکھا۔ یہ رسالہ مصنّف کا کتابت کردہ ہے۔ سن کتابت ۱۱۸۹ھ (۱۷۷۵ء) ہے مصنّف نے اس رسالے میں جو کچھ لکھا ہے وہ اپنے والد اور جدِ بزرگوار سے سُن کر لکھا۔ حضرت سیّد حسنؒ کی زبانی لکھتے ہیں :-

"چوں در ملک پوتھوار رسیدم شاہ لطیف
مجذوب را دیدم کہ خیلی صاحبِ نظر
اثر بودند و بامن ابسلوک تمام ملاقات
کردند۔ یک دو روز گذارنیدہ
رخص شدم"

۲- آپ کے خُلفاء

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ

سُلطان الفقراء

حضرت برّی سرکار کے مزار مُبارک سے جانب مغرب آپ کے

مقرب خاص وخلیفہ اول چوتھے طالب شاہ حسینؒ تھے۔ آپ قوم مُغل
سے بتائے جاتے ہیں۔ آپ کا مزار اسی احاطے میں ہے۔ جس میں مٹھا
شاہ کا مزار ہے۔ گذشتہ ایک صدی میں شاہ حسینؒ کو دیگر خدام
بری سرکارؒ پر مقبولیت میں فوقیت حاصل ہوگئی۔ آپ کے مزار پر
چھت بھی ہے۔ جس کی پیشانی پر یہ الفاظ لکھے ہوئے ہیں:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت سخی شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ

طالب

بری امام رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ تعمیر ۴ صفر ۱۳۷۲ھ بروز جمعرات

آرزو کردہ سائیں سخی محمد

یہ عالی مقام شہزادہ آپؒ کی عقیدت کا دیوانہ تخت وتاج
اور محلات شاہی کو ٹھکرا کر آپؒ کے در کا گدا ہوگیا تھا اور اپنی
عابت درجہ عقیدت اور روحانی لگاؤ سے آپؒ کے بلند پایہ مقربین
اور خلفائے کرام میں شامل ہوا۔ اس بے پایاں محبت اور عقیدت
کے طفیل حضرت سخی شاہ حسینؒ آپؒ کے خلفاء میں خاص مقام عطا
ہوا کہ جب کوئی زائر درگاہ بری سرکار پر حاضری دینا چاہے۔ تو
بقول آپؒ کے حکم اس کے لئے لازم ہے کہ پہلے حضرت سخی شاہ
حسینؒ کے مزار پر حاضری دیں۔ اور فاتحہ پڑھنے کے بعد بری امام

کے مزار پہ حاضری دیتے ہیں اور واپسی پر دوبارہ سخی شاہ حسینؒ کے
مزار پر حاضری دیتے ہیں۔

یہ مُغل شہزادہ دراصل زمرد کی کان کی تلاش میں ضلع ہزارہ
میں آیا تھا۔ مگر ناکام واپس لوٹ رہا تھا کہ حضرت بری سرکارؒ کی
کشف وکرامات کا سن کر حاضر خدمت ہوا اور اپنی پریشانی کا
اظہار کیا۔ آپؒ نے دعا کی اور فرمایا کہ جاؤ فلاں پہاڑ پر تمہیں
تمہاری مراد مل جائے گی۔ چنانچہ وہ زمرد کی کان تلاش کرنے
لگا۔ اور آپؒ کے فرمان کے مطابق پہاڑ پہ ایک ایسی جگہ جہاں
پر کہ بہت پرانی زبان میں کچھ کندہ تھا۔ آپ تلاش زمرد میں کامیاب
ہوگئے۔ پھر وہ نذرانہ کے طور پر طشتریاں لے کر حاضر خدمت ہوئے
آپؒ نے وہ تمام زمرد وجواہر غربا میں تقسیم کر دیئے۔ اور فرمایا کہ
فقیروں کو ان کی ضرورت نہیں ہوتی۔

شہزادہ نے دیکھا کہ جہاں پر آپؒ تشریف فرما ہیں وہاں پر
ہزاروں ہیرے جواہرات بکھرے پڑے ہیں۔ وہ وہاں پر حضرت
بری امامؒ کے قدموں میں رہ گیا اور شاہی خاندان کو بھلا بیٹھا۔
حضرت بری سرکارؒ کے بعد اس شہزادے کے ذریعے ہی رشد و
ہدایت کا سلسلہ جاری ہوا۔

حضرت سخی شاہ حسین نے شادی نہیں کی تھی۔ آپؒ کا شاہ حسینی
سلسلہ دو چیلوں کے ذریعے چلا۔ جس میں سے ایک کا نام محمد علی تھا۔

محمد علی کا چیلہ بودہ شاہ تھا۔ اس کا چیلہ مہر کلی شاہ اور اس کا طالب
حسین تھا۔ ۱۹۵۹ء میں اس بستی کے سربرآوردہ حضرات پیر بخش،
حیدر شاہ اور غلام حسین شاہ تھے جن میں سے آخر الذکر دونوں
نمبردار بھی تھے۔ غلام حسین شاہ بخاری نے ایک رسالہ "نسخہ" صحیح
کرامات شاہ لطیف بری بھی لکھا ہے۔ ان کی قبر ان کے وطن
موضع ساگری ضلع راولپنڈی میں ہے۔ ان کے فرزندوں میں
سے ایک کی قبر شاہ حسین کے قبرستان میں ہے۔ جس پر حسب
ذیل کتبہ لگا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

روز شنبہ ۲۵ شعبان ۱۳۳۵ھ
سید لعل حسین شاہ ولد غلام حسین شاہ بخاری
نمبردار نور پور شاہاں وفات یافت

ان لعل حسین شاہ نے اپنے والد کے رسالے کا آزاد اردو
ترجمہ کرا کے شائع کرایا۔ جس کے سرورق پر ان کا نام "سید
لعل شاہ صاحب بخاری" لکھا ہے۔ اور ان کے والد کا نام
"سید غلام حسین شاہ صاحب بخاری مرحوم" لکھا ہے۔

حضرت مٹھا شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے دوسرے مشہور خلیفہ حضرت مٹھا شاہ کا مزار بھی یہاں
پری نالہ کے قریب قدرے بلند جگہ پر واقع ہے۔ بقول غلام
حسین شاہ بخاری مٹھا شاہ موضع بڑ کے رہنے والے تھے۔ یہ
موضع اب اسلام آباد میں آ کر اپنی اصل صورت کھو چکا ہے۔ شاہ
لطیف بری کے مزار سے مغرب میں ایک قبرستان ہے مزار اور
اس قبرستان کے درمیان صرف ایک سڑک ہے۔ اس احاطے
میں آپ کا مزار ہے۔

اسی طرح حضرت میر علی قادری المعروف سائیں نانگا کا
خوبصورت مزار بھی اسی جگہ پر محلہ نوری باغ میں سید ضمن علی شاہ
کا مزار واقع ہے۔ دربار حضرت بری سرکار سے کچھ ہی دور بازار
کے عقب میں حضرت شاہ اورنگ زیب کا مزار ہے۔ آپ بھی حضرت
بری شاہ لطیف کے خلفاء مقربین میں شمار ہوتے ہیں۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں ایک عقیدت مند نے
آپ کا مزار اور سخی شاہ حسین کا پختہ کرا دیا تھا۔ مٹھا شاہ کے
مزار پر حسب ذیل چھوٹا اور بھدا سا کتبہ لگا ہوا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مزار شریف

حضرت سخی مِٹھے شاہ رحمتہ اللہ علیہ

تاریخِ تعمیر

۱۹ رجمادی الثانی ۱۲۷۲ھ بروز جمعرات

ارزدکردہ سائیں سخی محمدؒ"

آپ کو دوسرے طالبین پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ شاہ لطیف بریؒ کے خلیفہ اور سجادہ نشین تھے۔ آپ سے جو سلسلہ شروع ہوا۔ اسے مِٹھا شاہی کہتے ہیں۔ اب تک خلافت اسی سلسلہ میں چلی آرہی ہے دستورالعمل کی شق اوّل میں خلیفہ کی حیثیت حسبِ ذیل بتائی گئی ہے

"خلیفہ جو ہوگا وہ بطورِ افسر جملہ فقیروں کے سجادہ نشین اس درگاہ کا بنے رہے گا۔

مِٹھا شاہ کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کے مندرجہ ذیل چھ طالب تھے جو ان کے ترکے کے وارث ہوئے:۔

۱:۔ شاہ پیرا۔ ان کے دو چیلے تھے۔

۲:۔ نورٌ شاہ۔ ان کا ایک چیلہ مسمی شرف تھا۔

۳:۔ شاہ ثبوت۔ ان کا ایک چیلہ حفیظ اللہ تھا۔

۴:۔ شاہ مارالہ۔ ان کے دو چیلے میاں غلام اور شاہ قائم تھے۔

۵:۔ شاہ درکلئے۔ ان کے چار چیلے تھے۔

۶:۔ شاہ بطیغی۔ ان کے چار چیلوں میں سے ایک نام پھُول جڑی لکھا ہے۔

ان چھ چیلوں کی بھی کوئی اولاد نہ تھی۔ اور ان کے چیلوں میں سے کچھ لاولد فوت ہوئے اور کچھ کا نسبی سلسلہ اب تک جاری ہے۔ ۱۸۵۹ء میں مِٹھا شاہیوں کی ملکیت میں ۲۷۹ ایکڑ ۲ کنال ۵ مرلے اراضی تھی اور بہادر علی، جعفر علی، ستار علی، میاں نورٌ، پیر بخش اور میاں افضل اس پتی کے سربرآوردہ حضرات تھے۔ جن میں سے اوّل الذکر خلیفہ تھے۔ مِٹھا شاہ کی قبر کے نزدیک ہی ایک لوح قبر کی عبارت ہے۔ "گوہر علی ولد خلیفہ جعفر علی مسند نشین سیّد عبداللطیف ۱۲۹۱ھ مقدسہ" بعد میں نجف علی، غلام اکبر اور سید اکبر خلیفہ بتائے جاتے ہیں۔ آخر الذکر کے لاولد فوت ہونے پر محمد برکت ولد جہانداد قوم دھنیال کو خلافت پہنچی۔ جو پنڈ بگوال کے باشندے تھے اور نورپور میں رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ اب ان کے فرزند صاحبزادہ قمر الزمان خلیفہ ہیں۔

خدا رحمت کنند ایں عاشقانِ پاک طینت را

شیخ بہلول دریائیؒ

شیخ بہلول دریائی سلسلہ قادریہ کی لڑی کے صفِ اوّل کے

مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ کا اصل نام شاہ عبدالرزّاق ہے
صوبہ پنجاب میں حضرت بری شاہ لطیفؒ کے مشہور خلیفہ تھے آپ
سے ہی روحانی سلسلہ بہلول شاہی چلا ہے۔ آپ نے ظاہری اور
باطنی فیض حضرت بری سرکارؒ سے حاصل کیا۔ نجف اشرف۔ کربلائے
معلّیٰ۔ مدینہ منوّرہ اور بغداد شریف کی زیارت کی سعادت کی۔
آپ ترک دُنیا کر کے ویرانوں اور جنگلوں میں نکل گئے۔ اور برسوں
ریاضت اور مشاہدہ میں مشغول رہے۔ آپ کا خوردہ جو بھی کھا
لیتا وہ تارک الدُّنیا ہو کر مجذوب ہو جاتا۔ آپ عشق حقیقی سے سرشار
ہو کر رقص کرتے تھے۔ اور ساتھ ساتھ مالکِ حقیقی کے ساتھ عشق
کا چرچا بھی کرتے جاتے تھے۔ یوں آپ کی نظر مادھو لال حسینؒ پر پڑی اور
ان کو بھی ولی کامل بنا دیا۔ جن کا مزار شالیمار باغ لاہور میں ہے۔

حضرت رجب علی المعروف سائیں سلطان ٹکہ کامرہ شریف

کھوٹہ

آپ نے حضرت بری سرکارؒ سے فیض روحانی و باطنی حاصل کیا۔
آپ اکثر درگاہ پر آتے اور وظائف و چلّہ کشی کرتے تھے۔ ولی کامل
کے دربار پر کی ہوئی عبادت و ریاضت مستجاب ہوئی اور صاحبِ کرامات
ہوئے۔ حکم ملا کہ کامرہ کھوٹہ جائیں اور تبلیغ کریں۔ آپ نے حکم کی تعمیل
میں رُشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ درویشوں کی ایک جماعت

آپ کے آستانہ پر موجود رہتی تھی۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ
لنگر خانہ سے آپ کے درویشوں کو کھانا بھی ملتا۔ مساعی دینی سے
لوگ جوق در جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہوتے گئے۔ کُفر کی تاریکی چھٹ گئی اور
چہار اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ حضرت قطب زماں سیّد رجب علی شاہ
مڑی والے آپ کے مُریدِ خاص تھے۔

ہمعصر بزرگ چراغِ اولیاء حضرت سیّد شاہ محمد غوث لاہوریؒ اور شاہ لطیفؒ

"بازدر پنڈی شاہ لطیفؒ نام مجذوب
صاحبِ کشف و جذب رفتم۔ او را دیدم
و آثار مکاشفہ و جذبہ او در معائنہ نمودم
اما مقصود فقیر چیزے از و حاصل نشد"

یہ اقتباس شاہ محمدؒ غوث لاہوریؒ کی تصنیف "رسالہ در بیان
کسب سلوک در بیان طریقت و حقیقت" سے ہے۔ یہ خطی نسخہ
مولانا محمدؒ امیر شاہ قادری پشاوری کے پاس ہے۔ مولانا موصوف
اپنے مکتوبِ گرامی میں لکھتے ہیں:-
حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین شیخنا و مرشدنا شاہ محمدؒ

غوثؒ صاحب قادری پشاوری ثم لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے ۱۱۳۲ھ
میں ایک کتاب لکھی۔ آپ نے اس کتاب کا کوئی نام نہیں رکھا۔
البتہ اس فقیر کے مرشدانِ سلسلہ نے اس کتاب کا نام "رسالہ در بیان
کسب و سلوک و بیان طریقت و حقیقت" تجویز فرمایا۔ نیز جس
وقت بھی اس سلسلۂ مبارک میں کسی فقیر کو صاحبِ مجاز اور معنعن کیا
جاتا ہے۔ تو شیخ اس درویش کو یہ رسالہ مرحمت فرماتا ہے۔ کیونکہ
یہی مرشد ارشد کا کام دیتا ہے۔ وہ رسالہ جو پشاور سے چھپا تھا۔
معجونِ مرکب تھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے چھاپنے والے
کو معاف فرمائے۔ آمین۔"

شاہ محمد غوث لاہوریؒ کا بھی رسالہ مختلف ناموں سے لاہور
اور پشاور سے شائع ہو چکا ہے مگر یہ دونوں ایڈیشن محرف ہیں۔

خاندانِ قادریہ کے مایۂ ناز ولی اللہ محدث زماں حضرت شاہ محمد
غوثؒ قادری لاہوری جن کا روضہ مبارک دہلی گیٹ لاہور میں واقع
ہے۔ اپنے وقت کے غوث تھے۔ روحانی ولایت سے قبل آپ نے
حضرت بری شاہ لطیفؒ سے فیض روحانی حاصل کئے اور اسی خزانہ
سے مالا مال ہو کر لاہور کو تبلیغِ اسلام کا مرکز بنایا۔ آپ کے بڑے
بھائی سید زین العابدین گیلانی سلطان پوری نے وادی کاغان
کو اپنا روحانی اور تبلیغی مرکز بنا لیا تھا۔ آج کل وہاں شاہراہِ ریشم
واقع ہے۔ اور پاکستان اور چین کے قافلے گزرتے ہیں۔ آپ

نے اپنے والد بزرگوار ابوالبرکات سید حسن شاہ قادری پشاوری کے
ہمراہ حضرت بری شاہ لطیفؒ کے آستانہ پر حاضری دے
کر روحانی فیض حاصل کیا۔

ہمعصر بزرگ پیر شاہ غازیؒ المعروف دمڑی والی سرکارؒ

آپ تصوف کے سلسلۂ قادریہ کے مایہ ناز چشم و چراغ ہیں اور حضرت
بری شاہ لطیفؒ کے پیر بھائی ہیں۔ آپ سلسلہ طریقت میں حجرہ مقیم شاہ کے
گیلانی سادات میں سے حضرت شاہ محمد امیر بالا پیرؒ سے بیعت ہیں اور وہ
اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد مقیم محکم الدین اور آئندہ وہ اپنے جدِ
امجد حضرت میراں لعل بہادل شیر قلندرؒ کی روحانی راہنمائی پائے ہوئے
ہیں۔ حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کے
پوتے اور سید عبدالرزاق مفتی عراق کے صاحبزادے ہیں اور ابھی تک
زندہ ہیں۔ صوفی بزرگ میاں محمد بخشؒ مصنف سیف الملوک جن
کو آپ سے روحانی نسبت حاصل تھی اپنی کتاب تذکرہ حقیقی میں آپ
کے خاندانِ طریقت سلسلہ قادریہ کے حالات اور کرامات
بیان فرماتے ہیں۔

ہمعصر بزرگ شیخ العلماء حضرت سید زین العابدین گیلانیؒ المعروف بڑے صاحب

گیارہویں صدی ہجری کے آغاز میں سادات حسینیہ گیلانیہ کے
ایک جلیل القدر مورثِ اعلیٰ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے باطنی
ارشاد کے بموجب بغداد سے سندھ تشریف لائے اور اس خطہ
کو اپنی روحانی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ اس مردِ کامل کو عبداللہ
صحافیؒ قدس سرہٗ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

روحانی مقاصد کی تکمیل آپ کے لائق فرزندوں ابوالبرکات حسن
شاہ پشاوریؒ اور سید محمد فاضلؒ خانیاری کشمیر سے ہوئی۔ جنہوں نے
برصغیر کے بیشتر علاقوں خصوصاً سندھ کاٹھیاواڑ گجرات کشمیر
سرحد اور افغانستان میں دینِ حق کے نور سے بندگانِ خدا کے
دِلوں کو منور کر دیا۔

سید حسن شاہ کے وصال کے بعد ان کے لائق فرزند سید زین
العابدینؒ سلطان پوری و حضرت شاہ محمد غوثؒ لاہوری اپنے آبائی
دینِ حق کی تبلیغ کے سلسلہ کو لے کر آگے بڑھے۔ حضرت جی صاحبؒ
جید عالم دین عظیم المرتبت صوفی بزرگ گزرے ہیں۔ ان کی ساری

زندگی ذکر و فکر تبلیغ و تلقین میں گزری۔ حضرت پیر جی شاہ لطیفؒ کے
درس و تدریس کے نظام سے بہت متاثر ہوئے اور انہی خطوط پر
تمام عمر درس و تدریس کا کام سرانجام دیا۔ لنگر خانے قائم کئے
جہاں طلباء کی حاجت برآوری کے علاوہ مفلوک الحال لوگوں کی شکم
سیری کا بھی انتظام و اہتمام ہوتا تھا۔

حضرت قطبِ زماں سید رجب علی شاہؒ کوہ مری والے

سید رجب علی شاہؒ نجیب الطرفین حسینی سید تھے آپ
۱۹۱۱ء میں گلگت سے مری تشریف لائے۔ سال ۱۹۱۲ء تک
کوٹھیوں اور ۱۹۱۳ء میں لارنس کالج گھوڑا گلی مری کی تعمیر میں
مزدوری کر کے زندگی کے شب و روز گزارتے رہے۔ ۱۹۱۴ء
میں فوج میں شمولیت اختیار کی اور سال ۱۶-۱۹۱۵ء میں جارج
پنجم کے لڑکے کے ہمراہ انگلستان تشریف لے گئے۔ اس کو آپ کے
ساتھ بہت انس تھا اور وہ ہمیشہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتا تھا۔
۱۹۲۰ء روحانیت کے جذبہ سے سرشار ہو کر آپ نے ملازمت
چھوڑ دی۔ اور دو سال تک نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ بغداد

شریف۔ دمشق اور بصرہ میں بزرگان و اولیائے کرام کے مزاروں پر حاضری دی۔ اسی دوران شیخ عبدالقادر جیلانی کے دربار سے آپ کو راولپنڈی چلے جانے کا حکم ملا۔ راولپنڈی پہنچ جانے پر دربار بری امام پر حاضری دی تو وہاں سے حکم ملا کہ کامرہ جا کر سائیں ٹھکرو کی بیعت کریں۔ چنانچہ وہاں پہنچ کر عام درویشوں کی طرح خدمت مرشد میں مشغول ہو گئے۔ مرشد کے وصال کے بعد کوہ مری کے محلہ کشمیری کی ایک پرانی مسجد میں دین حق کی تبلیغ میں مشغول رہے آپ کی ساری زندگی قرآن و سنت کی عملی تفسیر تھی۔

عبادت گاہ مرشدِ کامل حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر رحمتہ اللہ علیہ

حضرت بری شاہ لطیفؒ قادری کے مرشدِ کامل حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیرؒ نے جس مقام پر چلہ کشی فرمائی تھی وہ مقام آپ کے مزار سے تقریباً ایک فرلانگ مغرب کی جانب واقعہ ہے یہ جگہ گنبد نما ہے۔ درمیان میں پختہ فرش اور مچ روشن کرنے کے لئے جگہ بنائی گئی ہے۔ اسی جگہ حضرت بری سرکارؒ اپنے مرشد سے اکتسابِ فیض حاصل کرتے تھے۔ اور درس باطنی لیتے تھے۔ یہ جگہ

بھی عوام و خواص کے لئے باعث کشش ہے۔

دیگر اہم مقامات

حضرت بری شاہ لطیفؒ کے مزار مبارک کے ارد گرد نور پور شاہاں کا گاؤں اور سر سبز قطعات پہاڑوں اور سر سبز درختوں کی بھرمار ہے۔ سامنے اسلام آباد یونیورسٹی کی بلند و بالا عمارتیں نظر آتی ہیں۔ تو حضرت کے قدموں کی طرف اسلام آباد کا شہر آباد ہو رہا ہے۔ نور پور شاہاں میں مندرجہ ذیل محلے ہیں۔

۱:۔ محلہ نوری باغ ۔ ۲:۔ محلہ ڈھکی ۔ ۳:۔ محلہ سامنی ۔ ۴:۔ محلہ کمال پور ۔ ۵:۔ محلہ حویلی ۔

ہمعصر بزرگ حضرت شاہ نذر دیوانؒ اٹک

آپ اپنے وقت کے صف اول کے اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ بہت ہی صاحبِ نظر اور روشن ضمیر ولی تھے۔ آپ نے ساری زندگی عبادت و ریاضت کے ساتھ ساتھ خدمتِ خلق میں گزاری۔ حق گوئی اور انسان دوستی کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی کے حقوق کی پامالی برداشت نہ کرتے تھے اور غاصب کے خلاف

کمربستہ ہوجاتے اور آہنی چٹان بن کر مقابلہ کرتے۔ حضور پاک کی یہ
ہمیشہ پیشِ نظر رکھتے کہ رب سے بڑا جہاد ظالم حکمران کے سامنے
کلمہ حق کہنا ہے۔ آپ اپنے علاقہ اٹک میں روحانیت کے موتی و گوہر
بکھیرے کہ مخلوقِ خدا مالا مال ہوگئی۔ اور اب تک یہ چشمہ رحمت جاری
ہے۔

ہمعصر بزرگ شمس العلماء حضرت محمد یحییٰؒ

حضرت محمد یحییٰؒ کو اپنے وقت کے اولیاء کرام میں ایک بلند مقام
حاصل ہے۔ آپ نے اپنے آبائی مشن یعنی تبلیغِ اسلام اور بھٹکے ہوئے
لوگوں کو راہِ حق دکھانے کے لئے برصغیر کے طول و عرض کی سیاحت
کی اور اسی سیاحت کے دوران آپ بری شاہ لطیفؒ کی خدمت
میں تشریف لائے اور فیض و کمال حاصل کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے
یحییٰ میری خواہش ہے کہ تو میرا اپنے علاقہ میں جانشین اور مخلوقِ
خدا کا ہادی ہو۔

چنانچہ آپ کی رشد و ہدایت کے سلسلہ میں تبلیغ اسلام کی
روشنی بڑھتی گئی اور بھٹکے ہوئے لوگ دائرہِ اسلام میں
داخل ہوتے گئے۔

ہمعصر بزرگ حضرت شیخ محمد فاضل خانیاری کشمیری

آپ حضرت سید حسن شاہ پشاوریؒ کے بھائی اور عبداللہ
شاہ گیلانی کے لائق اور ہونہار فرزند ہیں۔ جنہوں نے اپنے والد
بزرگوار کے حکم پر کشمیر میں خانیار کو تبلیغ کا مرکز بنایا۔ آپ نے سیاحتِ
عرب و عجم کی اور مختلف مقامات پر علماء اور مشائخ کی زیارات کیں۔
آپ کو بری شاہ لطیفؒ سے کشف کے ذریعہ ملاقات ہوئی پھر
دربار بری شاہ لطیفؒ پر حاضر ہوئے اور باطنی دولت سے مالامال
ہو کر لوٹے۔

ہمعصر بزرگ حضرت درویش شاہ

حضرت درویش شاہ حضرت بریؒ سرکارؒ کے حقیقی بھائی
ہیں۔ آپ نے اپنے والد حضرت سخی محمود شاہؒ کی خدمت میں
رہنا پسند کیا۔ روحانی اور باطنی علوم میں کمال حاصل کیا۔ آپ
کا مزار حضرت سخی محمود شاہؒ کے مزار کے ساتھ ہی آبپارہ مارکیٹ
اسلام میں واقع ہے۔

ہمعصر بزرگ حضرت شاہ چن چراغ رح

حضرت شاہ چن چراغ المشہدی کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اولیاء کرام میں بلند مقام حاصل ہے۔ آپ کا آبائی گاؤں سید شہر ہے۔ بری امام رح کے دادے پوتے بھائی ہیں۔ آپ کا دربار روضہ مبارک راولپنڈی شہر میں ہے۔

جو کامل بزرگ روحانی فیض چلہ وظائف سے مستفیض ہوئے

حضرت حب علی المعروف سائیں سلطان ٹکہ سرکار کامرہ شریف نزد کھوٹی تحصیل کہوٹہ براستہ ہتراڑ ضلع راولپنڈی۔

حضرت غوث علی شاہ قادری رح قلندری پانی پتی۔ قطب زماں

حضرت رجب علی شاہ رح کوہ مری دھوبی گھاٹ۔

حضرت سید بابا لعل شاہ رح ٹوپہ سورا سی ستیال کوہ مری ضلع راولپنڈی

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رح شورکوٹ۔ جھنگ

حضرت سلطان باہو رح نے اپنے کلام رسالہ گنج الاسرار میں فرمایا ہے:۔

خُدُ مرید از باہو بالیقین
خاکپائے شاہ امیر راشدین

بحوالہ کتاب دار العجائب صفحہ ۳۲ حضرت سلطان باہو رح نے حضرت شاہ محمد امیر بالا پیر حجرہ شاہ مقیم سے بھی فیض و نیاز حاصل کیا۔

کر سال سے ہجرت

حضرت بری امام رح کی عمر جیسے جیسے بڑھتی گئی۔ آپ کا تعلق باللہ میں اضافہ ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ رح جب مویشی چرانے جاتے تو ذکرِ الٰہی میں اتنے محو ہو جاتے کہ دنیا سے ایک قسم کا رابطہ منقطع ہو جاتا۔ کئی بار

ایسا اتفاق ہوا کہ مویشی دوسروں کے کھیت میں جا گھسے اور انہوں نے فصلیں خراب کر دیں۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لوگوں نے آپؒ کے والد ماجد حضرت سید شاہ محمودؒ کے آگے شکائتیں کرنی شروع کر دیں جس کے باعث آپؒ کے والد محترم نے کرسال سے ہجرت کرنے کا فیصلہ کر کے موضع باغاں ضلع راولپنڈی میں سکونت اختیار کر لی۔ یہاں آکر آپؒ نے مختصر سی زمین خرید لی۔ اور خاندان کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ یہ قصبہ اب اسلام آباد میں مدغم ہو چکا ہے۔ یہاں بھی مویشی چرانے کی ذمہ داری حضرت بری امامؒ پر تھی۔ چنانچہ آپؒ اپنے مویشیوں کے ساتھ دامن کوہ میں جاتے اور انہیں چرنے کے لئے چھوڑ دیتے اور خود یادِ الٰہی میں مستغرق ہو جاتے۔

آپؒ کی پہلی بڑی کرامت

باغاں کے دوران قیام ایک بار ایسا ہوا کہ آپؒ نے حسبِ دستور مویشیوں کو چرنے چھوڑا اور خود عبادت میں مصروف ہو گئے خدا کا کرنا یہ ہوا کہ تمام مویشی قریب کے ایک کھیت میں جا گھسے اور تمام فصل روند ڈالی لیکن آپؒ دنیوی جھنجھٹوں سے بے نیاز اپنی عبادت میں مشغول رہے۔ کھیت کے مالک نے جب اپنے فصل کو تباہ و برباد ہوتے دیکھا تو دوڑا دوڑا آپؒ کے والد کے

پاس آیا اور اپنی بربادی کی داستان بیان کی۔ آپؒ کے والد فوراً اس کے ہمراہ اس جگہ آئے جہاں بری امامؒ اپنے رب سے لو لگائے دنیا مافیہا سے قطع تعلق کئے موجود تھے۔ آپؒ کے والد نے آپؒ کو جھنجھوڑا تو بری امامؒ فوراً اٹھے اور فرمانے لگے "میرے والدِ بزرگوار محترم میں تو باغِ جناں کی سیر کر رہا تھا۔ آپؒ نے مجھے کیوں اٹھایا؟" تو ان کے والد محترم گویا ہوئے "تم تو باغِ جناں کی سیر کر رہے ہو لیکن تمہارے مویشیوں نے اس شخص کے کھیت کو تہ و بالا کر دیا ہے"۔ آپؒ نے جواب دیا کہ ابا حضور! یہ شخص جھوٹ کہتا ہے آپ خود جا کر پہلے اس کے کھیت کو دیکھیں تمام فصل بالکل صحیح حالت میں موجود ملے گی۔ اس کے بعد اس شخص کے ساتھ سید محمود شاہؒ جب اس زمین کو دیکھنے گئے تو یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ فصل جوں کی توں کھڑی ہے اور کوئی ایک سٹہ تک خراب نہیں ہے۔

آپؒ کے والدِ محترم نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ اب بتا کہ تو نے میرے بیٹے پر غلط الزام کیوں لگایا تھا؟ زمیندار جو خود اس کرامت کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا آپ کے پاؤں پڑ گیا اور غلط فہمی کی معافی طلب کی۔ پھر باقی تمام زندگی آپؒ کی خدمت میں ہی رہنے لگا۔

دُنیاوی زندگی

تعلیم سے فراغت کے بعد آپؒ کے والد بزرگوار نے حضرت بری شاہ لطیفؒ کی شادی کر دی، تاکہ آپؒ شریعت کے مطابق آزمائش گاہ دُنیا میں بھی پورے اُتریں۔ آپؒ کی شادی پاک دامن بی بی صاحبہ بنت نور محمدؒ سے ہوئی۔ جن کے بطن سے ایک دختر مولد ہوئیں جن کا نام بی بی مقبول خاتم رکھا گیا۔ یہ بچی تقریباً سات سال کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپؒ کی زوجہ حضرت بی بی پاک دامن صاحبہ بھی رحلت فرما گئیں۔ جو ہوا بہ امرِ ربی ہوا۔ مگر اس کا اثر حضرت بری امامؒ پر یہ ہوا کہ آپؒ کو اس سرائے فانی کی حقیقت کا ادراک ہو گیا کہ حقیقت میں انسان پانی کے بلبلے کی مانند ہے۔ آپؒ کا دلِ دُنیا کی رونقوں سے اٹھ گیا۔ زبان پر اللہ باقی من کل فانی کا ورد رہنے لگا۔ آپؒ تنہائی اور یادِ خدا میں سکون پانے لگے۔

کچھ عرصہ بعد بحکم الٰہی آپ مقاماتِ مقدس کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ دورانِ سفر آپؒ نے سرکارِ دو عالم حضور پاک سرورِ کائنات کے روضہ مبارک پر روحانی حاضری دی۔ تو امر ہوا کہ وطن واپس جا کر دیارِ ظلمات و کفر میں شمع اسلام روشن کریں اور پرچم دین بلند کریں۔

چنانچہ آپؒ وطن واپس آئے اور راولپنڈی میں شمال مغرب میں تقریباً بارہ میل کے فاصلہ پر موضع نیلاں میں ایک ندی کے کنارے قیام فرمایا اور یادِ الٰہی میں شب و روز محو رہنے لگے۔ جنگلوں اور ویرانوں میں پہاڑوں کے ان سرسبز وادیوں میں صدائے الٰہی گونجنے لگی۔

وظائف ریاضت و چلہ

آپؒ بارہ[12] سال تک نیلاں کی ندی میں چلہ کشی فرماتے رہے۔ آپؒ کی حالت ان دنوں مجذوبوں کی سی تھی۔ آپؒ کے مرشدِ کامل حضرت سخی جمال اللہ حیات المیر زندہ پیرؒ کو کشف سے معلوم ہوا کہ حضرت بری امامؒ نیلاں ندی میں مدہوش پڑے ہیں۔ چنانچہ آپؒ کے مرشد فوراً پہنچے حضرت بری امامؒ سے ارشاد فرمایا کہ پروردگار نے تیری عبادت قبول فرمائی اب تم اسلام کی تبلیغ اور مخلوقِ خدا کی خدمت کرو۔ تم حقوق اللہ کی تکمیل کامیابی سے کر چکے ہو۔ اب حقوق العباد کی تکمیل پر کمربستہ ہو جاؤ۔ اس وقت آپؒ کے مرشدِ کامل نے آپؒ کو بری کا لقب دے کر خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اور بری لطیفؒ کے نام سے مشہور ہوئے۔

دینی درسگاہ اور قیام و طعام کا بندوبست

حضرت بری سرکارؒ پہاڑ کی چوٹی سے اُتر کر اس چھوٹی سی بستی کے

پاس ایک ندی کے کنارے پر آکر قیام پذیر ہو گئے۔ اس بستی کا نام چورپور تھا۔ آپؒ کے دم قدم سے یہ بستی آہستہ آہستہ روشن ہوتی گئی اور لوگ آپؒ کی عظمت اور روحانیت کے دائرہ آنے لگے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسلام کا بول بالا ہوا۔ تبلیغ کے سلسلے جاری ہوئے اور ظلمت کدے اسلام کے نور سے روشن ہوئے۔ چورپور کا نام نورپور شاہاں میں تبدیل ہو گیا۔ رشد و ہدایت کے طلبگار جوق در جوق آپؒ کے پاس آنے لگے۔ اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے ابتداء سے ہی وہاں پر لنگر جاری ہے۔ جہاں پر طلباء اور مساکین کے لئے قیام و طعام کا بندوبست رہتا ہے۔

تبلیغ

حضرت بری شاہ لطیفؒ نے یہاں پر جو اسلامی درسگاہ قائم فرمائی تو تبلیغ و درس کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ طالبانِ حق دور دراز سے یہاں پر آتے اور حضرت بری شاہ لطیفؒ سے درس علومِ دینی و باطنی۔ قرآن و حدیث سے اکتسابِ فیض کرتے۔

قرآن پاک اور حدیث کا درس حضرت بری امامؒ خود دیا کرتے طلباء کی رہائش اور لنگر کا مکمل انتظام ہوتا۔ غرباء مساکین اور محتاجوں کے لئے لنگر کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ حضرت بری امامؒ کے اخلاق و اوصاف سے متاثر ہو کر لاکھوں کفار و گمراہان

حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے اور راہِ مستقیم اختیار کر کے دنیا و دین میں سرفرازی اور کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔ آپ کی بزرگی علمیت اور روحانی شہرت روز بروز برِصغیر پاک و ہند میں عام ہونے لگی اور خلقِ خدا اسلام سے روشناس ہونے لگی۔

دینی درس و فلسفۂ اسلام

حضرت بری امامؒ دورانِ درس سب سے زیادہ اوّلیت اور اہمیت جس چیز کو دیتے وہ مومن کا عقیدہ، توحید و رسالت کا اہم موضوع ہوتا۔ جو کہ اہمیت کے علاوہ نزولِ برکات کا باعث بھی ہے۔ اگر عقیدہ ہی راسخ نہیں تو مومن کی عام زندگی بھر کی عبادت و ریاضت ضائع ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایمانِ مفصل اور ایمانِ مجمل پر زور دیتے کہ بندہ اپنے ربّ، اپنے خالق کے ساتھ کیا وعدہ کرتا ہے۔ جب وہ اپنے پروردگار پر ایمان لاتا ہے۔ حضرت بری امامؒ اپنے درس کے دوران کلمہ طیبہ۔ کلمہ شہادت اور کلمہ توحید بامعنی پڑھاتے اور تفسیر بیان فرماتے کہ مومن وہ ہے جس کی زبان دل کی شریک ہو۔ جو زبان سے کہے وہی اس کے دل میں ہو۔ ظاہر و باطن ایک ہو۔ ورنہ بندہ مومن نہیں رہتا۔ بلکہ زندیق و منافق کی صف میں آجاتا ہے۔ اور اس کی سال ہا سال کی عبادت

ضائع ہو جاتی ہے۔ اور وہ دُنیا کا رہتا ہے اور نہ ہی دین کا رہتا ہے دُنیا میں بھی خوار و زبوں ہوتا ہے اور آخرت میں بھی طوق لعنت گلے میں پہنے گا۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

لہٰذا مومن کے لئے پہلے عقیدہ کا درست و راسخ رکھنا اوّلین شرط ہے۔ "علمِ باطن حقیقت اور علمِ ظاہر شریعت ہے"۔ حضرت برّی اِمامؒ نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ علم الحقائق حق تعالےٰ کا علم ہے جس کے تین ارکان ہیں :۔

۱:۔ خُدا کی ذات کا علم۔

یعنی ذاتِ حق ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔ نہ کسی مکان میں ہے اور نہ کسی جنّت میں کوئی اس کا مثل نہیں۔

۲:۔ خُدا کی صفات کا علم۔

یعنی وہ عالم ہے۔ ہر شے پر قادر ہے۔ جانتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ سُنتا ہے۔

۳:۔ خُدا کے افعال کا علم۔

یعنی وہ کل کائنات و خلائق کا پیدا کرنے والا ہے۔

علمِ شریعت

علمِ شریعت کی حضرت برّی شاہ لطیفؒ نے یوں تشریح فرمائی ہے کہ علمِ شریعت خُداوند تعالےٰ کی طرف سے اپنے پیارے رسُول حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا ہوا۔

علمِ شریعت کے تین ارکان ہیں

۱:۔ کتاب اللہ۔ یعنی قرآن پاک۔

فقر

حضرت برّی اِمام اپنے عقیدّت مندوں۔ مُریدوں اور خلفاء کو روحانی درس دیتے تو فقر پر ان الفاظ میں روشنی ڈالتے۔

فقر کا درجہ اللہ تبارک و تعالےٰ کے نزدیک بہت افضل ہے۔ فقر کی تعریف یہ ہے کہ اس کے پاس مال و اسباب دُنیا نہ ہو تاکہ اُسے اپنی ریاضت و عبادت اطمینانِ قلب و یکسوئی حاصل رہے۔ یا دُنیاوی اسباب اس کے لئے رکاوٹ کا باعث نہ ہوں۔ وہ ان مادی اسباب کے نہ ہونے سے محتاج نہ ہو اور ان کا ہونا یا نہ ہونا اس کے لئے برابر ہو۔ یعنی ان مادی آسائشوں اور مال و اسباب کا بندہ نہ رہے۔ بلکہ نہ ہونے سے زیادہ خوش اور مطمئن ہو۔ فقیر جس قدر تنگ دست ہو گا اسی قدر اسرارِ الہٰی اس پر زیادہ منکشف ہوں گے۔ فقیر جس قدر مال و اسباب دُنیا سے لاتعلق ہو گا اسی قدر اس

کی زندگی الطاف خفی اور اسرار روشنی سے وابستہ ہو گی فقیر رضائے الٰہی کی خاطر دُنیا کی تمام چیزوں سے ہاتھ اٹھا لیتا ہے۔ اور بڑی سے بڑی نعمتوں اور مال و متاع سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ آخر میں حضرت بری امامؒ فرماتے ہیں کہ فقیر کا کمال فقر یہ ہے کہ اگر دونوں جہان اس کے پلڑے میں رکھ دیئے جائیں تو ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی نہ ہوں اور اس کی ایک سانس دونوں عالم میں نہ سمائے۔ سُبحان اللہ۔ اللہ اکبر یہ کیا بصیرت افروز اور جانفزا درس حضرت بری امامؒ نے اپنے مُریدوں اور خلفاء کو دیئے۔

یہ حضرت بری امامؒ کی بزرگی اور فیض رساں ہستی ہے کہ جن کی شہرت و عظمت کا حُسن کہ اُن کے آستانہ پر خاندانِ قادریہ کے مایہ ناز معروفِ زمانہ ولی اللہ علامہ دوران محدثِ اعظم حضرت شاہ محمد غوث قادری لاہوری کے والد ماجد ابوالبرکات حضرت سید حسن شاہ پشاوریؒ (علاقہ یکہ توت پشاور شہر) بری امامؒ کے نیاز حاصل کرنے کے لئے تشریف لائے۔ چند روز قیام کے بعد پشاور جا کر اسی طرز پر دینی درس گاہ قائم فرمائی اور قرآن مجید و احادیث کی تعلیم کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ ہر سال عُرس مُبارک کے موقع پر بطورِ عقیدت ڈالی بھجواتے۔ جس کی ترسیل کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

اِسلام کی تبلیغ کے سلسلہ میں حضرت بری امام نے قرب و جوار کے بے شمار مقامات کے علاوہ شمال میں دشوار گزار پہاڑی علاقوں کا دورہ بھی کیا اور بے شمار غیر مسلموں کو مشرف بہ اِسلام فرمایا۔ آپؒ ان لوگوں

کو اِسلام کی خوبیوں فضیلتوں اور برکتوں سے آگاہ فرماتے۔ دائرہ اِسلام میں آنے والوں کو اسلام کی ابتدائی تعلیم کے ساتھ نماز کی عملی تربیت دیتے اور راستبازی۔ حق و صداقت۔ جرأت و غیرت کا سبق دیتے۔ آپس میں بھائی چارے۔ پیار، محبّت سے رہنے کی تلقین کرتے۔ اخوت اور انسانی ہمدردی اور باہمی صُلح و صفائی سے پُرامن اور راست گفتاری کی زندگی بسر کرنے کے طریقے بتاتے لڑنے جھگڑنے، غیبت۔ کینہ اور انتقام سے منع فرماتے۔ تبلیغ اِسلام کے سلسلہ میں ایک مرتبہ حضرت بری امامؒ دھیر کوٹ ستیاں تشریف لے گئے۔ جہاں بہت سے خوش نصیب لوگوں نے آپؒ کے دستِ حق پر بعیت کی اور کُفر کے ظُلمت کدوں سے نکل کر راہ حق پر گامزن ہوئے۔

معرکۂ کُفر و حق

دھیر کوٹ میں ایک بُت پرست قوم صدیوں سے آباد تھی۔ جو اپنے بُت پرستی کے مسلک پر مضبوطی سے قائم تھی۔ حضرت بری امامؒ نے اپنی دلنواز اور دلنشین تبلیغ سے اُنہیں دعوتِ حق دی اور بُت پرستی جیسی جاہلانہ رسم سے تائب ہو کر خدائے واحد کی توحید پر ایمان لانے کی ترغیب دی۔

خدائے عزوجل کا سایۂ رحمت ان بُت پرست گم کردہ راہ لوگوں کے شاملِ حال تھا اور انہیں عقلِ سلیم سے نوازا گیا۔ چنانچہ توفیق ایزدی سے اس بُت پرست قوم کے سردار نے اپنی تمام قوم سمیت اسلام قبول کر لیا۔ لیکن اسی بستی میں ایک اور قوم بُت پرستوں کی تھی۔ جو کہ آپؒ کی تعلیمات کے خلاف ہو گئی اور پھر بھاری تعداد میں لشکر صف آراء ہو کر آپؒ کے ساتھ جنگ و جدل پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت برّی امامؒ نے خون خرابے کی سخت مذمت کی اور اس باغی قوم کو فضول لڑنے سے منع فرمایا۔ اور انہیں جنگ و جدل اور قتل و غارت سے باز رکھنے کی تلقین کی۔ انہیں اسلام کے امن آشتی، بھائی چارہ اور بنی نوع انسان کی خدمت کے زریں اصول بتلائے۔ مگر ان بدبختوں پر مطلق اثر نہ ہوا۔ تاہم ان کا سردار ونگ نامی حضرت برّی امامؒ کی تبلیغ اور تلقین سے متاثر ہو گیا اور اپنے تمام کنبہ سمیت اسلام قبول کر لیا۔ جو بعد میں دھنک شاہ کے نام سے مشہور ہوا۔ حضرت برّی امامؒ نے از راہِ لطف و کرم اس کو خلعت عطا فرمائی اور مریدوں میں شامل کر لیا۔

چار و ناچار اس بُت پرست قوم سے جنگ ہوئی۔ حضرت برّی امامؒ نے بستی قوم کے مجاہدین کی صفیں منظم کر کے کفار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خداوند کریم نے اپنے ولی کی مدد کی اور بدبخت بُت پرستوں کی قوم جس کا نام تھو تھا شکست سے دوچار ہو کر میدانِ جنگ سے

بھاگ کھڑی ہوئی اور سینکڑوں بُت پرست اس مقابلہ میں مارے گئے۔

حضرت برّی امامؒ نے یہاں پر تبلیغ کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ آپؒ نواحی علاقوں کا دورہ کرتے اور لوگوں کو اسلام کی خوبیوں اور برکتوں اور حقانیت سے روشناس کرواتے۔ اس طرح بے شمار لوگ کفر کی ظلمتوں سے نکل کر دائرہ اسلام میں شامل ہو گئے اور بستی قوم آپؒ کی ارادتمند ہو گئی۔

ایک روز ایک نومسلم شیر محمد نامی شخص حضرت برّی امامؒ کو عقیدتاً اپنے گھر لے گیا۔ نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت نے وضو کے لئے پانی طلب کیا۔ میزبان کافی جستجو اور تگ و دو کے بعد پانی حاصل کر کے لے آیا۔ آپؒ نے تاخیر کی وجہ دریافت فرمائی تو اس شخص نے عرض کیا کہ اس علاقے میں پانی کی سخت قلّت ہے۔ عورتوں اور بچوں کو دُور دراز مقامات سے جا کر پانی لانا پڑتا ہے۔ چنانچہ بہ امرِ الٰہی آپؒ نے عصا مبارک زمین پر مارا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل و کرم سے وہاں پر ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ پانی کی روانی اس قدر تیز تھی کہ خطرہ لاحق ہو گیا کہ گاؤں زیرِ آب نہ آ جائے۔ آپؒ نے ایک بڑا پتھر اس جگہ پر رکھ دیا۔ چشمہ اعتدال سے بہنے لگا اور پانی بقدرِ ضرورت مناسب رفتار سے چلنے لگا۔ یہ چشمہ آج بھی بہہ رہا ہے اور ٹھنڈے میٹھے پانی سے لوگ سیراب ہو رہے ہیں۔

مسقف بیٹھک

دھیر کوٹ ستیاں میں حضرت بری امامؒ کی ایک خوب صورت مسقف بیٹھک جامع مسجد کے ساتھ اب تک بطورِ یادگار مقدسہ موجود ہے۔ اس علاقہ میں تین چار اور بھی نشست گاہیں موجود ہیں۔ جہاں پر حضرت بری امامؒ تشریف فرما رہے تھے۔ جو ان کی فیض رساں مبارک ہستی کی یاد تازہ کرتی ہیں اور عقیدت مند دل کے لئے تسکینِ روح کا سامان بہم پہنچاتی ہیں۔

اللہ اکبر! اہلِ دل کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ حضرت شاہ بری لطیفؒ نے اپنے اعلیٰ اخلاق اور قابلِ قدر بلند اوصاف واطوار سے اسلام کی تبلیغ کے دوران بے شمار جاہل۔ پسماندہ۔ بدخو اور غیر مہذب لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام فرمایا۔ جب کہ آج مہذب دور ہے۔ دنیا میں کروڑوں پڑھے لکھے بے دین مہذب لوگ موجود ہیں۔ گویا کہ اس دور میں مبلغین حضرات اور علماء بھی موجود ہیں مگر تلقین اور تبلیغ میں وہ سرگرمی نہیں پائی جاتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان عمل اور قابلِ تقلید سیرت سے عاری ہیں۔ حضرت بری امام سے بے شمار جاہل۔ پسماندہ اور بے علم لوگوں کو محض تبلیغ اسلام اور اخلاق پسندیدہ اور بلند پایہ اوصاف سے متاثر کیا۔

اور وہ لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

درحقیقت اسلام قبول کرنے والے لوگ اپنی تمام تر جہالت پسماندگی کے باوجود سعادت مند تھے۔ نیکی کو قبول کرنے کا جوہر رکھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف وتوصیف سُنی۔ کلامِ پاک سُنا۔ اس کی عظمت اور قدرت پر ایمان لے آئے۔ اسلام کی تعلیمات کو دیکھا۔ پرکھا اور لوگوں کو عملاً ان پر کاربند دیکھا۔ ان تمام باتوں کو مان لیا جو ان کے علم واحساس اور خبر کے دائرہ میں نہ تھیں۔ مثلاً خدائے واحد برحق ہے۔ جنت ہے۔ دوزخ ہے۔ فرشتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ روزِ قیامت نیکی اور بدی کا حساب لیں گے۔

یہ حضرت بری امامؒ کا بلند اخلاق اور بلند کردار تھا کہ اس دور کے بڑے بڑے بزرگانِ دین اور اولیاءِ کرام اور عوام وخواص امیر و غریب حاضری دیتے تھے۔ شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر اور شاہجہان جیسی عظیم تاریخی شخصیات نے بھی آپؒ کے دربار پر حاضری دی اور دربار کی تزئین اور آرائش کے لئے بھاری رقوم صرف کیں۔ تاکہ حضرت بری امامؒ کا روضہ مبارک شایانِ شان طریقے سے ہمیشہ ہمیشہ قائم ودائم رہے۔ اور لوگ اس چشمۂ فیض سے سکونِ قلب حاصل کرتے رہیں۔

علومِ ظاہری کا حصول

آپؒ کی ان کرامات نے قرب و جوار کے لوگوں کو بہت متاثر
کیا۔ اور لوگ جوق در جوق آپؒ کی خدمت میں آنے لگے لیکن اس
بھیڑ بھاڑ کو آپؒ کے والدِ محترم نے پسند نہ کیا۔ اس لئے وہ خود بھی
خدا رسیدہ ہستی کے مالک تھے اور اپنی عزلت نشینی کی زندگی کو ترک
نہیں کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ اس بھیڑ کے سبب ان کی
گوشہ نشینی جو اولیائے کرام کا ہمیشہ وطیرہ رہا ہے۔ پر اثر پڑ رہا ہے۔
دوسرے ان کی یہ خواہش کہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ بیٹے کو علوم
ظاہری سے بھی مالا مال ہونا چاہیئے۔ سید محمود شاہؒ نے اپنے لختِ جگر
کو اُس وقت کے علومِ دینی کے ایک بہت بڑے مرکز غور غشتی بھیج
دیا۔ جہاں بری سرکارؒ نے فقہ، حدیث اور دوسرے علوم کی تعلیم
حاصل کی۔ پھر دیارِ مقدسہ کے لئے روانہ ہوئے اور کربلائے معلیٰ۔ نجف
اشرف۔ مدینۃ المنورہ۔ مکہ معظمہ ایسے بلند مقامات پر بڑے بڑے
علمائے وقت کو مناظروں اور مباحثوں میں شکست دے کر اپنی
علمیت کا لوہا منوایا پھر حج و زیارت سے فراغت کے بعد عازم
وطن ہوئے۔ اس وقت آپؒ کی عمر شریف صرف پچیس برس
تھی۔

نور پور شاہاں میں تشریف آوری

کہا جاتا ہے اپنے گھر میں حضرت بریؒ امامؒ سے ایسی ایسی
کرامات کا ظہور شروع ہوا جنہوں نے آپؒ کی شہرت کو فروغ دیا
اور لوگوں کا ایک جمِ غفیر آپؒ کی زیارت کے لئے جمع ہونا شروع ہوا
جو آپؒ کے انہماک اور توجہ الی اللہ میں رکاوٹ کا باعث بننے لگا
پھر آپؒ نے ایسی ایسی رمز و اسرار کی باتیں کرنی شروع کیں۔ جن
کا ظاہری طور پر اظہار اولیاء نے بھی منع کیا ہے۔ چنانچہ آپؒ کے والد
محترم نے آپؒ کو ایسی باتوں کے اظہار سے منع فرمایا۔ اسی قسم کی باتوں
کے اظہار سے میاں محمد بخش کھڑی شریف والوں نے اپنی معرفت
کتاب سیف الملوک میں کس لطیف پیرایہ میں مخالفت
فرمائی ہے۔

فرماتے ہیں:۔

عاماں بے اخلاصاں اندر خاصاں دی گل کرنی
مٹھی کھیر پکا محمد کُتیاں اگے دھرنی
عاشق دی معشوقاں اگے چوری عرض پہنچائیے
باہجھ پیاں بھید سجن دا ہوراں نہیں سنائیے

یعنی کسی عام انسان کے سامنے علم و معرفت کی باتیں نہیں

کرنی چاہئیں۔ اس لئے کہ وہ اپنی کم علمی اور بے مائیگی کے طفیل اس بات کو سمجھنے کا اہل نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ اسے اس بات کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہوئی کہ نہایت نفیس و پاکیزہ کھیر (یا کھانا) پکا کر ایک نجس جانور کتے کے آگے رکھ دیا جائے۔ کتے کی خاص طور پر ذکر کی وجہ یہ ہے کہ بقول اکثر کتے کو کھیر ہضم نہیں ہو سکتی اور وہ قے کر دیتا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو ہستی ایک بڑی بات کو ہضم نہ کر سکے۔ اس کے آگے ایسی بات کر کے اچھا نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔

لیکن ایک وقت سالک پر ایسا آتا ہے کہ وہ نور سے بھر جاتا ہے۔ اس کا پیمانہ صبر لبریز ہو جاتا ہے۔ وہ گلی کوچوں میں ان الحق کا نعرہ مارے نہیں رہ سکتا۔ خواہ اس کا کچھ نتیجہ برآمد ہو۔ ایسی ہی کیفیات جب بری سرکارؒ پر وارد ہوئیں تو والدِ محترم کی سرزنش پر آمد باغاں سے نور پور چلے گئے اور وہیں قیام کیا۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہو چکا۔ یہ بستی پہلے چور پور کہلاتی تھی۔ اس بستی کے قریب جنگل میں آپؒ نے پورے بارہ برس قیام کیا۔

للاں بھوتو میں آمد اور ٹھنڈے پانی میں چلہ کشی

جب آپؒ کی طبیعت موضع کنگڑ سے اکتا گئی تو آپؒ نے وہاں

سے کوچ کیا اور للاں بھوتو کے مقام پر آ گئے اور اس قصبہ سے باہر ایک ندی میں داخل ہو گئے اور ۱۲ بارہ برس تک چلہ آبی میں مستغرق ہو گئے۔ ایک طویل ترین عرصہ کے لئے اس طرح پانی میں رہنا کیا کسی عام انسان کے بس کی بات ہو سکتی ہے؟ اس عظیم ترین ہستی نے دوسرے اہلِ اللہ کی طرح بارہ ۱۲ سال کا یہ چلہ اس حال میں مکمل کیا کہ مچھلیوں اور دوسرے آبی جانوروں نے آپؒ کے اس تمام حصے سے گوشت نوچ کر کھا لیا تھا جو پانی میں تھا۔ آپؒ ذکرِ الٰہی میں اس دوران اتنے مستغرق رہے کہ آپؒ کو احساس تک نہ ہو سکا۔

کہا جاتا ہے کہ آپؒ کے چلہ کشی کی تکمیل کے وقت آپؒ کے مرشد جناب سخی حیات المیرؒ کو جو اُن دنوں حسن ابدال میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے۔ حالتِ کشف میں امر ہوا کہ اب بری امامؒ کو پانی سے نکالا جائے۔ چنانچہ سخی حیات المیرؒ بھوتو للاں پہنچے اور آپؒ کو پانی سے باہر نکالا۔ اس لئے کہ آپؒ کا نچلہ دھڑ تو صرف ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ بن چکا تھا۔ اور چلنے پھرنے سے معذور ہو چکے تھے وہاں سے آپؒ کو ایک مرید کے گھر منتقل کر دیا گیا۔

موضع کنگڑ میں قیام

آپؒ شادی کے کچھ عرصہ بعد موضع کنگڑ میں منتقل ہو گئے جہاں

آپؒ کے مریدوں نے ایک مکان تعمیر کر دیا اور بی بی دامن خاتون بھی اسی مکان میں آ گئیں۔ آپؒ نے موضع کنگڑ میں قریباً آٹھ نو برس قیام کیا اور آپؒ کی بیوی بی بی دامن خاتون کا وہیں انتقال ہوا۔ انہیں اسی مکان میں مدفون کر دیا گیا۔

نور پور میں واپسی

آپؒ صحت یاب ہو کر واپس نور پور تشریف لے آئے۔ آتے ہی آپؒ نے اپنے سات خاص خادموں کو طلب کیا۔ جن کے نام بعض کتابوں میں دیئے گئے ہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے :۔

۱:۔ سلطان ۔ گکھڑ قوم سے تعلق رکھتے تھے اور سکنہ پھروالہ کے باشندے تھے۔

۲:۔ شاہ مٹھ ۔ قوم امیر سے متعلق تھے اور علاقہ سید پور موضع بڑاکے رہنے والے تھے۔

۳:۔ شاہ سلمیٰ ۔ قوم گکھڑ ساکن چٹہ۔

۴:۔ شاہ ہنک ۔ قوم ڈھونڈ۔ ساکن نگری ٹٹیالال۔

۵:۔ شاہ عنایت بخاری۔ ساکن کابل (افغانستان)

۶:۔ شہزادہ حسینؒ ۔ دہلی کے باشندے اور شہزادگانِ مغلیہ

میں سے تھے۔

۷:۔ درویش محمد ۔ یہ بھی بری پاکؒ کے مشہور خلفاء میں شمار ہوتے۔

نوٹ :۔ شہزادہ حسینؒ کا مزار جناب بری پاکؒ کے روضہ کے بالمقابل چند قدم کے فاصلہ پر ہے۔ اور جہاں پہلا اور آخری سلام کی تختی لگی ہوئی ہے۔ یہ آپؒ کے عاشق اور خاص خدام میں شامل تھے۔ بادشاہت کو ٹھکرا کر جب ایک اللہ والے سے لو لگائی۔ تو اتنی بڑی نعمت سے نوازے گئے کہ بری سرکارؒ کی زیارت سے پہلے قیامت تک لوگ پہلے ان کے روضہ پہ حاضر ہو کر سلام کرتے ہیں اور واپسی پر پھر شاہ حسینؒ کے حضور حاضر ہونا پڑتا ہے۔ یہ پھل ہے خدمت کا۔ اور یہ عظمتیں ہیں درویشوں کی خدمت کرنے کی۔

۱۔ بھینسا سیل پتھر ہو گیا

آپؒ کا یہ مرید آپؒ سے شدید عقیدت رکھتا تھا اور بہتر بھینسوں کا مالک تھا۔ وہ روزانہ آپؒ کو ایک بھینس کا دودھ پلاتا۔ جس بھینس کا وہ دودھ آپؒ کو پلاتا رضائے الٰہی سے وہ بھینس بیمار ہو کر مر جاتی۔ لیکن وہ اس کا شاکی نہ ہوا۔ حتیٰ کہ اس غریب کی بہتر کی

ستر بھینسیں مر گئیں۔ آخر ایک دن ایسا آیا کہ وہ آپؒ کے پاس خالی ہاتھ آیا۔ آپؒ نے پوچھا۔ آج تم دودھ لے کر نہیں آئے۔ تب اس نے بتایا کہ میرے مرشد یہ خدا کی مرضی تھی کہ تمام کی تمام بھینسیں مر چکی ہیں اور آج کوئی بھی دودھ کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ آج تو صرف ایک بھینسا ہی باقی بچا ہے۔ آپؒ نے فرمایا جاؤ اُسے دوہنے کی کوشش کرو۔ مرید آپؒ کے حکم کے مطابق جب بھینسے کے قریب آیا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ بھینس بن چکی تھی۔ چنانچہ اسے دوہا تو بافراط دودھ حاصل ہوا۔ لیکن دوسرے روز وہ بھی بیمار ہو کر مر گیا اس پر آپؒ مسکرائے اور اسے حکم دیا کہ اب تم ندی کے کنارے اس مقام پر چلے جاؤ جہاں میں نے چلہ کاٹا تھا۔ اور ندی کی طرف پیٹھ کر کے اپنی بھینسوں کے نام لے کر پکارنا شروع کر دو۔ خبردار پیچھے پلٹ کر نہ دیکھنا۔

مرید حکم کے مطابق اس جگہ چلا گیا اور حسبِ ہدایت بھینسوں کے نام پکارنے شروع کر دیئے۔ جس بھینس کا نام لے کر آواز دیتا وہ اس کے پاس آ کر کھڑی ہو جاتی۔ جب تمام بھینسیں نکل آئیں تو اس نے بھینسے کا نام لے کر پکارا۔ بھینسا اپنی مستی میں اچھلتا کودتا پانی سے نکل رہا تھا کہ مرید نے پیچھے پلٹ کر دیکھا۔ دیکھنے کی دیر تھی کہ وہ بھینسا وہیں پتھر بن گیا۔ مدت مدید تک لوگ اس پتھر کے بھینسے کو دیکھنے اس مقام تک جاتے رہے۔ حال ہی میں کہا جاتا ہے کہ

سیلاب اُسے کہیں بہا کر لے گیا۔

دھیر کوٹ ستیاں میں چشمہ فیض

اسی طرح آپؒ ایک بار دھیر کوٹ ستیاں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں ستی قوم آباد تھی۔ آپؒ کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر وہ لوگ آپؒ کے گرویدہ ہو گئے۔ ان لوگوں میں شیر محمد نامی آپ کو اپنے گھر لے گیا۔ نماز کے وقت آپؒ نے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا تو پانی آپؒ کو بڑی دیر کے بعد دیا گیا۔ آپؒ نے اس دیر کی وجہ پوچھی تو انہوں نے آپؒ کو بتایا کہ دھیر کوٹ ستیاں میں پانی نہیں ہے ہمیں بڑی دور سے پانی لانا پڑتا ہے۔ حضرت بری سرکارؒ نے یہ سنتے ہی اپنا عصا زمین پر مارا جس سے ایک چشمہ اُبل پڑا۔ اتنا پانی بہنے لگا کہ پورے علاقہ کے غرق ہونے کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ آپؒ نے اس میں ایک پتھر پھینک دیا۔ جس کے نتیجہ میں پانی کا بہاؤ کم ہو گیا۔ آج تک یہ چشمہ فیض آپؒ کی یاد تازہ رکھنے کے لئے رواں دواں ہے اور پورا علاقہ اس پانی سے فیض یاب ہو رہا ہے:

مرد ملے تاں درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل مرد محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

اس پورے علاقہ میں حضرت بری سرکارؒ کی کئی ایک نشست

گاہیں آپؒ کی یادگار ہیں۔ ایک نہایت نفیس بیٹھک جامع مسجد کے ساتھ ہے۔

۲۔ قوم ڈھونڈ کی ہلاکت

مشہور ہے کہ دورانِ قیام دھیر کوٹ ڈھونڈ قوم نے ستی قوم پر حملہ کر دیا۔ حضرت بری سرکارؒ نے انہیں منع کیا لیکن وہ باز نہ آئے۔ اچانک ہی پہاڑی سے ایک بڑی چٹان لڑھکتی آئی اور ان لوگوں پر آگری اور سینکڑوں آدمیوں کو روندتی ہوئی اور لقمۂ اجل بناتی ہوئی نشیب میں جا پہنچی۔ اس غیبی امداد سے ستی قوم کو برتری حاصل ہوئی اور ڈھونڈ اپنی سینکڑوں لاشیں چھوڑ کر پسپا ہو گئے اور ایک بزرگ کے فرمان کی خلاف ورزی کی پاداش میں شکستِ فاش سے دوچار ہو گئے۔

نکتہ:۔ بعض کتب نے ستی اور ڈھونڈ قوم کو اس دور میں بت پرستی کے شکار اور غیر مسلم لکھا ہے۔ حالاں کہ یہ قطعی غلط ہے۔ یہ لوگ پہلے بھی مسلم تھے۔ فقط اس دور کے دیگر راجاؤں کی طرح ہوسِ ملک گیری میں مبتلا تھے۔ ہر شخص اپنی ملکی سرحدیں بڑھانے اور دوسروں سے اُن کی املاک چھین لینے کا عادی تھا۔ ان علاقوں میں بھی چھوٹے چھوٹے راجگان نے اپنی اپنی جاگیریں

بنا رکھی تھیں۔ اور آئے دن ایک دوسرے پر چڑھائی کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح ستی اور ڈھونڈ بھی مسلمان ہونے کے باوجود باہم دست و گریباں رہتے (حضرت امام بری ص ۱۹، ۲۰)

آپ کی مشہور کرامات

دیگر بزرگانِ دین کی طرح حضرت بری امامؒ سے بھی کرامات کا ظہور ہوا ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ اگر ان کا تذکرہ تفصیل سے کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے۔ ان اوراق میں چند مشہور کراماتوں کا تبرکاً ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ اہل اللہ کی پہچان اُن سے ظاہر ہونے والی فرق عادات چیزوں کے ظہور سے بھی ہوتی ہے۔

۳۔ شہنشاہِ ہند بہادر شاہ اوّل آپؒ کے دربار میں

ایک روایت کے مطابق بہادر شاہ اوّل شہنشاہِ ہند آپؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نذرانے جن میں نہایت زر و جواہرات تھے آپؒ کی خدمت میں پیش کیے لیکن آپؒ نے یہ کہہ کر ان

نذرانوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ :-

"یہ دُنیا کے کتوں کے لئے ہیں۔ ایک درویش کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔"

بادشاہ کے دل میں اس بات کو سُن کر رنج پیدا ہوا لیکن اس نے پھر درخواست کی کہ انہیں بہرصورت قبول کیا جائے۔

"اے بادشاہ! تو دل کو فاسد خیالات سے پاک کر ان زر و جواہرات کی وقعت میری نگاہوں میں ریت کے ذرّے سے بھی کمتر ہے۔"

بادشاہ جو اس قسم کی باتوں کو سُننے کے روادار نہیں ہوتے اور نہ کسی کی گستاخی برداشت کر سکتے۔ بڑی سرکارؒ کی باتوں کی ان باتوں کو برداشت کر گیا۔ اس لئے کہ وہ جانتا تھا کہ میں ایک رُوحانی تاجدار کے حضور کھڑا ہوں۔ بہرحال اس نے اصرار کیا تو آپؒ نے فرمایا: "اچھا ذرا آنکھیں تو بند کرو۔"

بادشاہ نے جیسے ہی آنکھیں بند کیں تو اس پر غفلت و غنودگی طاری ہو گئی۔ اس حالت میں دیکھا کہ بڑی سرکارؒ کے مُصلے کے نیچے لاانتہا دولت اور زر و جواہرات کے ڈھیر لگے ہیں۔ آپؒ نے فرمایا:-

"بادشاہ اب آنکھیں کھول دو اور مجھے بتاؤ کہ کیا مجھے تیرے زر و جواہرات قبول کرنے چاہئیں۔"؟

بادشاہ فوراً آپؒ کے قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا۔ یا حضرت! مجھے معاف فرمایا جاوے اور میرے لئے کوئی وعظ و نصیحت کی جائے۔

آپؒ نے فرمایا:-

- بادشاہ کا کام ہے کہ ارکینِ اسلام کی پابندی کرے۔
- دین کو فروغ دینے کی سعی و جہد کرے۔
- بادشاہ کے لئے یہ بھی لازم ہے کہ خود فسق و فجور اور زنا و شراب سے اجتناب کرے تاکہ اس کی رعایا ان کبیرہ گناہوں سے دُور رہے۔ کیوں کہ مشہور ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ یعنی رعیت کا دین وہی ہوتا ہے جو بادشاہ کا ہوتا ہے۔

۴۔ مُردہ بھینس زندہ ہو گئی

کہا جاتا ہے کہ آپؒ کے ایک مُرید نے بھولے سے کسی دوسرے شخص کی بھینس ذبح کر ڈالی۔ جس کی بھینس تھی اس نے جھگڑا کیا تو آپؒ کے مُرید نے اس سے کہا کہ اپنی بھینس کے بدلے میں میری جو بھینس چاہے وہ لے لو۔ لیکن وہ کہنے لگا کہ میں تو اپنی ہی بھینس لوں گا۔ اس پر جھگڑے نے طول کھینچا اور قریب تھا کہ نوبت قتل پہ

پہنچ جاتی کہ اچانک اُدھر سے بڑی پاکؒ کا گزر ہوا۔ آپؒ نے پوچھا
کہ کیا جھگڑا ہے؟ تو آپؒ کے مُرید نے آپؒ کو صورتِ حال سے آگاہ
کیا اور بتایا کہ نہ تو یہ شخص اپنی بھینس کے بدلے قیمت لینا منظور کرتا
ہے اور نہ ہی کوئی دوسری بھینس، اب آپؒ فرمائیں کیا کیا جائے
آپؒ نے فرمایا کہ ذبح شدہ بھینس کہاں ہے؟ آپؒ کا مُرید آپؒ کو
مُردہ بھینس کے پاس لے آیا۔ آپؒ نے اپنا داہنا پاؤں بھینس کے
مُردہ سر پر رکھا اور فرمایا:۔ "اُٹھ! "اللہ کے حکم سے"۔ آپؒ کا یہ
فرمانا تھا کہ مذبح بھینس زندہ ہوگئی اور تمام لوگوں نے آنکھوں سے
آپؒ کی اس عظیم کرامت کو دیکھا اور آپؒ کے قدموں پر گر پڑے

۵۔ ماش کنکر بن گئے

ایک روایت کے مطابق موضع باغ میں آپؒ نے اپنی زمین
ایک کسان کو بٹائی پر دی۔ اس نے اس میں ماش کی کاشت کی فصل
تیار ہوئی تو خوب تھی۔ کسان کی نیت میں فتور آگیا۔ وہ تمام ماش
اپنے گھر لے گیا اور آپؒ کو آکر اطلاع دی کہ اس بار فصل بالکل نہیں
ہوئی۔ آپؒ سُن کر خاموش ہوگئے اور اسے کچھ نہیں کہا۔ کچھ دنوں
کے بعد آپؒ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس سے کھانا طلب
کیا۔ اتفاق سمجھا جائے یا کچھ اور کہ اُس کے گھر ماش ہی پکے ہوئے تھے

آپؒ نے اُس سے پوچھا کہ یہ عمدہ ماش کہاں سے آئے؟
اُس نے جواب دیا کہ یہ باہر سے لایا ہوں؟
آپؒ نے پھر پوچھا کہ سامنے والی کوٹھڑی میں جو بوریاں
ہیں اُن میں کیا ہے؟ کسان نے کہا:۔
"یا حضرت! اُن میں کنکر ہیں"
آپؒ کھانا کھا کر واپس تشریف لے گئے۔
آپؒ کی واپسی کے بعد اس کی جان میں جان آئی کہ اگر وہ کمرے
میں جاکر بوری کھول کر دیکھ لیتے تو میرا بھید کھل جاتا۔ شکر ہے
کہ باہر سے ہی تشریف لے گئے۔ احتیاطاً اُس نے کمرے میں جاکر
ایک بوری کھولی اور دیکھا تو ماش کے بجائے وہاں کنکر تھے۔
بہت گھبرایا، یہاں تک ساری بوریاں دیکھیں۔ ماش کنکر بن
چکے تھے۔
کسان بڑی سرکارؒ سے جھوٹ بولنے کی سزا پا چکا تھا۔ وہ دوڑا
دوڑا آپؒ کے پاس پہنچا اور آپؒ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ آپؒ
نے اُسے معاف کرتے ہوئے فرمایا کہ "وہ آئندہ دروغ گوئی سے
اجتناب کرے۔ کیونکہ فقیر کی نگاہ سے کوئی امر پوشیدہ نہیں ہوتا"۔
یہ ماش اب تک آپؒ کے والدِ مکرم کے مزارِ اقدس
کے قریب پڑے ہوئے آپؒ کی کرامت کی نشانی ظاہر کر
رہے ہیں۔

۶- بڑھیا کو بیٹا مل گیا

یہ واقعہ بری امام کی زندگی کا مشہور و معروف واقعہ ہے جو اکثر کُتب میں درج ہونے کے علاوہ زبانِ زدِ عام بھی ہے اور وہ کچھ یوں ہے کہ ایک عورت حضرت شاہ چن چراغ (جن کا مزار اقدس راولپنڈی شہر کے عین مرکز میں مرجع خلائق ہے) کی خدمت میں بیٹے کی طلب لے کر آئی کہ دُعا فرمائیں کہ ربّ عظیم مجھے بچہ عطا کرے۔ ایک بچے کی طلب میں عرصہ گذر گیا۔ آپؒ نے مراقبہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس عورت کو ایک بیٹی تو مل سکتی ہے لیکن بیٹا اس کے نصیب میں نہیں ہے۔ چنانچہ آپؒ نے اس عورت کو بیٹی کی بشارت دی لیکن اس نے جواب دیا کہ میں تو اپنے ربّ سے بیٹا لوں گی۔ اس پر شاہ چن چراغ نے اس سے کہا کہ صرف بیٹی مل سکتی ہے۔ بیٹے کی گنجائش نہیں وہ وہاں سے مایوس ہو کر بری سرکار کے پاس پہنچی۔ آپؒ نے بھی یہی کہا کہ "تیرے نصیب میں بیٹا نہیں ہے"۔

اس پر عورت نے نہایت رقت سے کہا کہ یہ معلوم ہونے کے باوجود میں آپؒ کے پاس آئی ہوں۔ آپؒ کی خدا سنتا ہے۔ میرے لئے بچے کی التجا کریں۔ آپؒ نے اُسے بہت سمجھایا لیکن اس کے اصرار نے طول کھینچا۔ نتیجے کے طور پر آپؒ نے ربّ کریم سے التجا کی کہ "اے میرے

ربّ! اس عورت کو مجھ سے شدید عقیدت ہے۔ اس کی التجا کو میری خاطر قبول فرما اور اپنی رحمت کے خزانے سے اسے اولاد نرینہ سے نواز دے"

اس کے بعد آپؒ نے اُسے کہا "جا! اب انشاء اللہ تعالٰی بفضلِ خدا بیٹا ہوگا"

وہ خوشی خوشی گھر لوٹی۔ جب مدّتِ معیّنہ کے بعد اس کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو وہ بری سرکار کی زیارت کو چل پڑی۔ راستے میں اُس نے سوچا کہ پہلے شاہ چن چراغ کے ہاں جاؤں جنہوں نے کہا تھا کہ تیرے ہاں بیٹی ہو سکتی ہے بیٹا نہیں ہو سکتا۔ لیکن آج میری گود میں بیٹا کھیل رہا ہے۔ جب شاہ چن چراغ کے پہنچی تو سلام و نیاز کے بعد گویا ہوئی:-

"یا حضرت! آپؒ نے تو فرمایا تھا کہ تیرے ہاں بیٹی ہوگی لیکن خدا نے مجھے بیٹا دیا ہے۔ آپؒ خود دیکھ لیں"

آپؒ مسکرائے اور فرمایا:-

"یہ تو بیٹی ہے تم خود دیکھ لو"

جب اس عورت نے واقعی غور کیا تو لڑکی تھی وہ پریشان ہو گئی اور روتی چلاتی بری سرکار کے پاس پہنچی کہ یہ تو بیٹی ہے لیکن میں نے تو بیٹا چاہا تھا۔ بری سرکار نے کہا کہ تیری گود میں تو بیٹا ہے۔ تو کیوں رو رہی ہے۔ جب اس نے دیکھا تو وہ لڑکا تھا۔ ہنستی مسکراتی واپس

ہوئی۔ جب پنڈی پہنچی تو شامتِ اعمال نے پھر گھیرا اور بچے سمیت پھر شاہ چن چراغ کے پاس جا پہنچی اور اُن سے کہنے لگی کہ دیکھو! "لڑکا ہے یا لڑکی ہے"؟

آپؒ پھر مسکرائے اور فرمانے لگے خاتون! "یہ لڑکی ہے"۔

جب عورت نے بچے کو دیکھا تو وہ لڑکی بن چکی تھی وہ بہت پریشان ہوئی اور دوبارہ بری سرکار سے ملنے چل پڑی۔ جب آپؒ کے پاس پہنچی اور اپنی بپتا بیان کی تو آپؒ نے فرمایا کہ "یہ حقیقتاً لڑکا ہے اب توجہ سے دیکھ لو اور سنو! واپسی پر شاہ چن چراغ کے پاس نہ جانا۔ اس عورت نے آپؒ کے فرمان کے مطابق واپسی پر سیدھی اپنے گھر پہنچی اور دامنِ مراد کو بھر لیا۔ خدا نے جو بچہ اُسے بطفیل بری سرکارؒ بخشا وہ جوان ہوا اور اپنی عمرِ طبعی کو پہنچا۔

۷۔ پھنّے شاہ بخاری کا مقابلہ اور شکست

یہ واقعہ بھی بہت مشہور ہے اور مختلف کتبِ معتبرہ میں اس کا ذکر بالتفصیل موجود ہے پھنّے شاہ بخاری ایک صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ جو کہ اوچ شریف میں اس وقت اپنا سکہ جمائے بیٹھے تھے۔ انہوں نے جب بری سرکارؒ کی شہرت سنی تو بڑے جز بز ہوئے کہ ہماری اس مملکت میں دوسرا مشہدی ولی کیسے آگیا ہم اس کی تمام قوتوں کو سلب

کردیں گے۔ یہ ارادہ کر کے وہ عازمِ سفر ہوا۔ مرقوم ہے کہ اس پائے کے ولی تھے کہ شیر پر سواری کرتے اور ہاتھ میں ناگ ہوتا تھا۔ جو ہمہ وقت پھنّے شاہ کی فرمانبرداری کرتے۔ وہ اپنے شیر پر بیٹھ کر پنڈی کی جانب روانہ ہوئے۔ پھنّے شاہ کے ساتھ بعض روایات کے مطابق ایک لاکھ مرید تھے لیکن یہ مبالغہ ہے۔ ایک کتاب "سی حرفی عاجزؒ" کے مصنف جناب سلطان ملکِ قادریؒ نے یہ تعداد ایک سو لکھی ہے جو کہ درست اور قرین قیاس ہے۔

بری سرکارؒ کو پھنّے شاہ کے ارادوں کی خبر کشف میں خدائے بزرگ و برتر نے دے دی۔ آپؒ نے اپنے مریدوں کو بتایا کہ ایک بزرگ پھنّے شاہ بخاری نامی ہمارے ساتھ مبارزت کے لئے آرہا ہے۔

جب پھنّے شاہ اپنے مریدوں سمیت جہلم کے نزدیک پہنچے تو نورپور میں بیٹھے ہوئے بری سرکارؒ نے اپنی انگشتِ شہادت سے پھنّے شاہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ ایک ولی کامل کی قوتِ روحانی کا مشاہدہ کریں کہ تقریباً اسی میل کی دوری پر جیسے ہی بری سرکارؒ کی انگلی اٹھی تو پھنّے شاہ کا نصف دھڑ مفلوج ہوگیا۔ انہوں نے حیرانگی و پریشانی سے جناب مہر شاہ خراسانی سکنہ نزالا والا کی جانب رجوع کیا اور مدد کی درخواست کی۔ یہ بزرگ بھی اس مبارزت کا نظارہ دور بیٹھے کر رہے تھے۔ آپؒ نے جناب بری سرکارؒ سے روحانی رابطہ قائم کر کے درخواست

کی کہ اسے معاف کر دیا جائے۔ آپؒ نے جواب میں فرمایا کہ "میں اسے اس مُصیبت سے ابھی آزاد کرتا ہوں لیکن اگر وہ بحیثیت مہمان میرے ہاں آنا چاہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ چنانچہ بھٹے شاہ آپؒ کے پاس مہمان بن کر آ پہنچے۔ اتنی کثیر تعداد مُریدوں کو دیکھ کر بری سرکارؒ کے مُرید پریشان ہو گئے۔ کہ انہیں کھانا کیسے کھلایا جائے۔ مُریدوں نے جب عرض حال کی۔ تو آپؒ نے فرمایا:۔

"ایک آٹا گوندھنے کا برتن اور تھوڑا سا آٹا لے آؤ۔"

جب دونوں چیزیں آ گئیں تو آپؒ نے اپنے ہاتھ سے وہ آٹا گوندھا اور اس پر اپنا رومال ڈھانپ دیا اور مُریدوں سے کہا کہ یہ رومال اوپر پڑا رہے اور ایک جانب سے آٹا نکال کر روٹیاں پکاتے رہو۔ چنانچہ آپؒ کے فرمان کے بموجب مُرید ایک جانب سے آٹا نکال نکال کر پیڑے بناتے رہے اور روٹیاں پکاتے رہے۔ آٹا بدستور رہا اور تمام مہمانوں اور مُریدوں نے جی بھر کر کھانا کھایا۔

بھٹے شاہ نے کہا کہ سرکار! میرے شیر اور سانپ کے لئے بھی خوراک کا انتظام کیا جائے۔ آپؒ نے حکم دیا کہ رات کو شیر کے لئے ایک گائے اور سانپ کے لئے ایک مُرغ ان کے سامنے رکھا جائے تاکہ یہ بھی اپنا پیٹ بھر لیں۔

صبح دیکھا تو گائے اور مُرغ موجود تھے لیکن شیر اور سانپ غائب تھے۔ بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ گائے کے پاس پہنچے اور اس سے فرمایا

کہ:۔

"یہ ہمارے مہمان ہیں ان کا مال واپس کر دو۔"

آپؒ کا فرمانا تھا کہ گائے نے فوراً شیر کو اُگل دیا۔ یہی عمل آپؒ نے مُرغ کے ساتھ کیا تو اُس نے بھی سانپ کو اُگل دیا۔ دونوں کے دونوں زندہ تھے۔

آپؒ نے بھٹے شاہ کو رخصت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم نے ہمارے ساتھ جو مبارزت کا ارادہ کیا۔ اس کی ہم نے تو معافی دے دی ہے لیکن کارکنانِ قضا و قدر نے ایک معمولی سزا کے طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم "پتلی" کے مقام پر اس جہان سے رخصت ہو جاؤ گے۔ لیکن زمین تمہیں جگہ نہ دے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ضلع ہزارہ تلہاڑ کے قریب "پتلی" کے مقام پر بھٹے شاہ فوت ہو گئے۔ مُریدوں نے لاانتہا کوشش کی کہ قبر کھودیں لیکن ناکامی ہوئی کیونکہ جس جگہ بھی قبر کے لئے کھدائی کرتے زمین اتنی سخت ثابت ہوتی کہ ایک انچ زمین بھی کھودنا مشکل ہو جاتا۔ چنانچہ مجبور ہو کر مُرید میت کو ساتھ لئے پھرے۔ ہر جگہ کوشش کی ناکام ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ مُریدوں کا یہ قافلہ سری نگر کے راستہ میں چناری کے قریب تکیہ رنگ اِمام کے سامنے دریا کے کنارے ایک تابوت میں رکھ کر لوہے کی زنجیر لگا کر ایک بڑے درخت سے لٹکا دیا۔ جہاں اب تک موجود ہے۔

اس تابوت کو سینکڑوں کشمیر جانے والے مسافر دیکھ چکے ہیں اور یہ بڑی سرکارؒ کی پیشین گوئی کو پورا کرنے والی زندہ جاوید کرامت ہے جو آج بھی خداوند کریم کی اس آیت کی تفسیر پیش کر رہی ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

۸:۔ دیو پتھر بن گیا

کہا جاتا ہے کہ عبادت و ریاضت کے دوران بڑی سرکارؒ کو ایک دیو جو وہاں قریب ہی اقامت گزیں تھا۔ پریشان کرتا۔ آپؒ نے کئی بار اس سے کہا کہ میری ریاضت میں خلل ڈالنے سے باز آجاؤ لیکن وہ بدبخت باز نہ آیا۔ ایک روز آپؒ نے اس راکھشش کو غصے میں پکڑا اور پوری قوت سے دور پھینک دیا۔ وہ دیو اوندھے منہ ایک پہاڑی پر جا گرا اور وہیں پتھر بن گیا۔

بڑی سرکارؒ کی یہ کرامت دیکھنے آج بھی زائرین نورپور کی پہاڑیوں کے ساتھ لوئی وندی نام کی جگہ ایک ملبے سے پتھر کی صورت میں اس دیو کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ یہ بھی بڑی سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی قیامت تک باقی رہنے والی ایک کرامت کی نشانی ہے۔

۹۔ مُردہ جی اُٹھا

کسی شاعر کا یہ شعر جناب سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی شان میں کتنا عظیم ہے۔ شاعر کہتا ہے ؎

حُسنِ یوسفؑ، دمِ عیسیٰؑ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری!

یعنی یوسف علیہ السلام کو حُسن۔ عیسیٰ علیہ السلام کو دم سے مُردوں کو زندگی بخشنا اور موسیٰ علیہ السلام کو یدِ بیضاء کے معجزات عطا ہوئے ہیں۔ اے میرے حبیبؐ تیری مقدّس ذات میں یہ تمام معجزات و صفات موجود ہیں پھر جب ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم میں یہ سب صفات ہیں تو ان کے ادنیٰ غلام بھی اپنے آقا کی شریعت پر چلتے ہوئے اکثر و بیشتر اسی قسم کی کرامات و صفات کا ہر دور میں اظہار کر چکے ہیں۔

حضرت بڑی سرکارؒ کی حیات میں ایسے ہی کئی واقعات کا ظہور ہوا۔ جن میں یہ واقعہ بھی بڑا مشہور ہے۔ کچھ حاسدوں نے آپؒ کے منظورِ نظر اور پیارے خلیفہ جناب حضرت شاہ حسینؒ کو حسد میں آکر قتل کر دیا نہ صرف قتل کر دیا بلکہ لاش کے ٹکڑے کر کے پانی

میں پھینک دیا۔ حضرت ربّی سرکارؒ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپؒ بدرگاہِ خدائے ذوالجلال آپؒ کی حیات کے لیے التجا کی۔ خدا نے آپؒ کی التجا سُنی اور شاہ حسینؒ کو دوبارہ زندگی ملی۔ یہ وہی شاہ حُسینؒ ہیں جو خاندانِ مُغلیہ کے شہزادے تھے۔ ان کو اپنی عمرِ طبعی کے مطابق دوبارہ جب بلاوا آیا تو ربّی سرکارؒ کی حیات میں ہی ان کا وصال ہوا اور مدفون ہوئے۔ ربّی سرکارؒ کو ان سے اتنا پیار تھا کہ اُن کے وصال کے بعد آپؒ نے حکم دے دیا کہ جو شخص بھی میری زیارت کو آئے پہلے شاہ حسینؒ کے دربار پر حاضری و سلامی دے پھر میرے پاس آئے اور جاتے ہوئے پھر شاہ حسینؒ کے دربار پر حاضری دے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

۱۰۔ غیر مُسلموں کے ساتھ شفقت

فقیر کا مسلک خلقِ خُدا کو فیض پہنچانا ہوتا ہے۔ اس میں مُسلم و غیر مُسلم اور اچھے بُرے کی کوئی تخصیص نہیں ہوتی جس نے بھی اپنے گناہوں کا اعتراف کیا اور اس درِ حبیب سائی کی نگاہ ہی میں آگیا۔ فقیر کا مقام بہت بُلند ہے۔ رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلّم نے فرمایا کہ الفقر و فخری والفقر و منّی۔ یعنی فقر میرا فخر اور فقر مجھ سے ہے۔
اس بُلند مسند پہ بیٹھا ہوا کوئی شخص ہر سائل کے لئے اپنے در کھلے رکھتا ہے۔ چنانچہ ربّی سرکارؒ نے جہاں لاکھوں مسلمانوں کو فیضیاب کیا ہے وہاں ان کے در سے غیر مسلم بھی اپنی جھولیاں بھر کر لے جایا کرتے تھے۔ یہ دورِ متحدہ ہندوستان کا دور تھا۔ اس زمانے میں مُسلم، ہندو، سِکھ، عیسائی مِل جُل کر رہ رہے تھے اور اچھے بُرے کی تمیز کرنے والی روحیں یہ بھی نہیں دیکھتیں کہ یہ فقیر خود کس مسلک سے تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ ربّی سرکارؒ بھی محبوبِ خاص و عام تھے۔ ہندو سکھ اور عیسائی اقوام میں آپؒ کو چاہنے والے بے شمار لوگ آپؒ کے دربار میں حاضری دیا کرتے اور اپنی مُرادیں آپؒ کے حضور پیش کرتے اور بامُراد ہو کر واپس لوٹتے تھے۔

۱۱۔ سِکھ عورت کو لڑکا مل گیا

جناب سائیں کریم بخش صاحب سابق سجادہ نشین درگاہِ ربّی اِمام بیان کرتے ہیں :-
مشہور ہے کہ ایک سِکھ عورت جو بے اولاد تھی اور ہر قسم کے علاج معالجے سے تنگ آنے کے بعد ہندو پنڈتوں اور سکھ گردواروں

کے عابد و زاہد سکھ بزرگوں سے دُعائیں کرانے کے باوجود بے اولاد تھی۔ آپؒ کے دربار میں حاضر ہوئی اور التجا کی کہ دُعا فرمائیں کہ خدا مجھے بچہ دے۔ آپؒ نے فرمایا:۔ "بی بی! میں نے تین بار لوح و قلم اور عرش و کرسی پر نگاہ ڈالی اور دیکھا ہے کہ تیری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔" یہ سُنتے ہی اس عورت نے رونا اور گڑگڑانا شروع کر دیا اور آپؒ کے پاؤں پر اپنا سر رکھ دیا کہ آپؒ دُعا فرمائیں خدا آپؒ کی دُعا کو ضرور سُنتا ہے۔ آپؒ نے کشف کے ذریعے دیکھا کہ کشمیر کے جنگل میں ایک شیرنی کے پیٹ میں دو بچے ہیں۔ میں نے تمہارے لئے خداوند کریم سے اُن میں سے ایک بچہ مانگ لیا ہے لہٰذا تمہارے ہاں اب بچہ ضرور ہوگا۔ اور اس کی دائیں ران پر شیر کی تصویر ہوگی۔ تیرے اس بچے سے آگے نسل چلے گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اس بچے سے آگے بڑھی اولاد ہوئی اور وہ "شیر سنگھی" کہلائے۔ پاکستان بننے سے قبل راولپنڈی شہر میں راجہ بازار کے عین وسط میں ایک سرائے تھی جسے "شیر سنگھی سرائے یا سرائے سنگھ سبھا" کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اور اس میں اس بچے کی اولاد اور نسل کے سکھ خاندان رہتے تھے۔ سچ کہا علامہ اقبال صاحب مرحوم نے ؎

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

۱۲۔ ایک زندہ جاوید پیش گوئی

پاکستان کے سابق وفاقی سیکرٹری اطلاعات اور نامور ادیب قدرت اللہ شہاب نے فرمایا کہ جب وہ انگلستان میں بغرضِ سرکاری امور گئے تھے۔ وہاں اِنڈیا آفس لائبریری لندن میں ایک کتاب اولیائے ہند (INDIAN SAINTS) کا مطالعہ کیا تھا۔ جس میں تحریر تھا کہ حضرت بری شاہ لطیف رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مُبارکہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک وقت آئے گا جب ہمارے قریب ایک بہت بڑا شہر آباد ہوگا۔ جو اسلام کا مرکز ہوگا۔ یعنی اسلام کا قلعہ ہوگا۔ چنانچہ پاکستان کا مرکزی دارالحکومت اسلام آباد کی صورت میں آباد ہوا۔ جہاں تمام اسلامی ممالک کے سفارت خانے بھی موجود ہیں۔ آپؒ کی پیش گوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی۔ پاکستان کا دارالحکومت اسلام آباد اسی جگہ آباد ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے ولی کی بات کو پُورا کیا۔

۱۳۔ خشک درخت ہرا بھرا ہوگیا۔

روایت ہے کہ شاہ لطیفؒ ایک روز جونپور میں شیشم کے
خشک اور کہنہ سال درخت کے نیچے بیٹھے تھے کہ ہندو یاتریوں کا ایک
قافلہ وہاں پہنچا۔ آپؒ نے یاتریوں سے دریافت کیا تم لوگ اتنا ساز و
سامان اٹھائے کہاں جا رہے ہو۔ ان میں سے ایک نے جواب دیا۔
پریاگ۔ آپؒ نے پھر پوچھا۔ وہاں کیا کرو گے۔ جواب "ملا گنگا اور
جمنا کے سنگم پر اشنان کر کے اپنے پاپ صاف کریں گے۔"

آپؒ نے فرمایا گناہ نہانے سے صاف نہیں ہوتے۔ نیکوکاری
اور عبادتِ الٰہی سے گناہ صاف ہوتے ہیں۔ ہندو یاتریوں نے آپؒ
کی باتوں کا مذاق اڑایا اور ایک ہندو پروہت بولا۔ اگر محض عبادت
الٰہی ہی سے انسان خدا کے نزدیک ہو سکتا ہے تو آپؒ کئی برسوں
سے اس خشک اور پرانے شیشم کے درخت کے نیچے عبادت کر
رہے ہیں مگر خدا نے آپؒ پر رحم نہیں فرمایا ورنہ وہ اس درخت کو
ہرا بھرا کر کے آپؒ کے سر پر چھاؤں کا انتظام کر دیتا۔

ہندو پروہت کی اس تقریر پر آپؒ مسکرائے اور کہا میرے
اللہ کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہم مسلمان اس کی ذات پاک پر
توکل رکھتے ہیں۔ وہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ اگر وہ چاہے تو اس
درخت کو فوراً ہرا بھرا کر دے۔ کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے۔
یہ کہہ کر آپؒ نے آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ
اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ؕ پڑھی اور دعا کے لئے ہاتھ

اٹھائے۔ مجیب الدعوات نے آپؒ کی دعا قبول فرمائی۔ شیشم
کا درخت اور کہنہ سال درخت فوراً ہرا بھرا ہو گیا۔ اس کی شاخیں
بڑھ گئیں۔ ہندو یاتریوں کا پورا قافلہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور
آپؒ کے دستِ مبارک پر حلقہ بگوشِ اسلام ہوا (حضرت امام بر
ص: ۱۷، ۱۸)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

۱۹۷۳ء کا واقعہ ہے کہ چند آدمی ایک خوبصورت کار میں سوار
ایک دن نورپور شاہاں آئے۔ ان کی کار نہ لاری اڈہ پر رکی اور نہ
کار پارک میں ٹھہری بلکہ دربار کی سمت چلتی رہی۔ ایک خطرناک مقام
پر ایسی حالت میں رکی کہ اگلے دونوں پہیے ہوا میں معلق تھے اور پچھلے
پہیے زمین پر یہ وہ منظر تھا کہ کار سواروں کے سروں پر موت منڈلا
رہی تھی۔ اجل قریب آ چکی تھی۔ اس زہرہ گداز منظر کو دیکھ کر دنیا
چیخ اٹھی وہاں پر موجود ہجوم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے محمدؐ و
آلِ محمدؐ کے واسطے دے کر بری امام کے ذریعے درخواست کی
کہ اس کار کو موت کے چنگل سے رہائی دلائی جائے چنانچہ یہ کار
بمعہ سوار صحیح و سالم بچ گئی۔

۱۹۷۰ء میں ایک مہاجر سید صاحب (نام معلوم نہیں) جو نہایت
صابر، غیور، مسکین اور خاموشی پسند تھے۔ وہ کراچی سے یہاں تشریف
لائے دو سال کا عرصہ امام بری سرکارؒ میں پھرتے رہے کبھی کسی کے سامنے

دستِ سوال نہیں پھیلایا۔ ۱۹۷۲ء میں ماہِ رمضان المبارک کے آخر
دن تھے کہ ایک روز سید صاحب موصوف نے بَرّی امام علیہ الرحمتہ سے
مخاطب ہو کر کہا کہ یا بَرّی سرکارؒ! میں سیون شریف (سندھ) جاؤں
گا۔ مجھے کرائے کے لئے رقم عنایت فرمائیں۔ میں نے پرسوں آپؒ کو
درخواست دی تھی مگر آپؒ نے ابھی تک میری درخواست پر غور نہیں
فرمایا۔ شام کے وقت سید صاحب یہ درد بھرے شکوے سناتے
رہے اور سو گئے۔ فجر کے وقت ایک عمر رسیدہ انسان نورانی چہرہ
سفید ریش، نفیس پوشاک پہنے ہوئے دربار آئے اور دربار کے
درخت کے پاس ہی کھڑے ہوئے مصروفِ دعا ہوئے۔ چند منٹ
بعد ان کی نظر اس سید پر پڑی جو وہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ فرمانے لگے
کیا آپ نے بَرّی سرکارؒ سے رقم کی فرمائش کی ہے۔ سید موصوف نے
اثبات میں جواب دیا۔ چنانچہ علی الصبح آئے ہوئے بزرگ زائر نے مبلغ
ایک صد پندرہ (۱۱۵) روپے کی رقم سید بابا کو یہ کہتے ہوئے دے دی کہ
بابا بَرّی سرکارؒ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ یہ رقم آپ تک
پہنچائی جائے۔

مورخہ ۶ اپریل ۱۹۷۴ء بمطابق ۱۲ ربیع الاول (یومِ عید میلاد النبیؐ)
سات یا ساڑھے سات بجے شام ایک شخص لاری اڈہ سے دربار کی طرف
آرہا تھا کہ گہرے نالے میں گر پڑا اور بدن کے کسی حصے پر زخم آیا نہ چوٹ لگی
جب وہ شخص گرا تو لوگ اٹھا کر روشنی میں لائے وہ زور زور سے کراہنے

لگا۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی زخم آیا ہے۔ یا درد ہو رہا ہے؟
تو کہنے لگا زخم بھی نہیں۔ درد بھی نہیں۔ میں بالکل ٹھیک ہوں
بس اتنی بلندی سے گرنے کے سبب خائف ہوں۔ خوفزدہ ہوں
اس کی یہ باتیں سن کر سب لوگ بے ساختہ ہنس پڑے۔ اس کے
ساتھ وہ خود بھی ہنستا ہوا چلا گیا۔

۱۴۔ دربارِ بَرّیؒ سے شفاء

ایک بیمار بیٹے کے باپ کے قلم سے ۱۹۷۴ء میں محمد ثمین ولد
غلام محمد ڈی/۱۳۵ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی نے اپنے لختِ جگر
کا یوں واقعہ بیان کیا ہے کہ محمد ثمین آٹھویں جماعت کا طالب علم تھا۔
کہ یہ بیمار ہو گیا۔
راولپنڈی کے تمام ڈاکٹر صاحبان سے اس کا علاج معالجہ
حتی المقدور کروایا لیکن حالت یہ کہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔
اس کے دوران میرے بیٹے کو کوئی افاقہ نہ ہوا۔ گلوکوز کی بوتلیں
چڑھائی گئیں۔ آخر کار اتنی کمزوری اور نقاہت میرے لڑکے کو
ہو گئی کہ اسے ڈاکٹر صاحبان کے مشورے سے سنٹرل ہسپتال راولپنڈی
سے خون کی دو بوتلیں بھی چڑھائی گئیں۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ علاج سے
مایوس ہو کر بچے کو گھر لانا پڑا۔ پھر تعویز گنڈوں کا سہارا لینا پڑا۔ چونکہ

بچہ محمد ثمین منہ سے کسی قسم کی خوراک از خود نہیں کھا سکتا تھا ڈاکٹروں نے جو خوراک کی نلکی ناک میں چڑھا رکھی تھی اس کے ذریعہ دودھ وغیرہ دیا جاتا رہا۔ ۱۹۷۳ء میں میرا لڑکا بیمار ہوا اور ایک سال متواتر محمد ثمین نیم مُردہ حالت میں رہا گھر کے تمام افراد سخت پریشانی غم و الم میں مبتلا رہے۔ آخر کار ایک درویش منش لاہور سے تشریف لائے انہوں نے فرمایا کہ اسے بّری امام لے چلو وہاں اس کا علاج ہوگا۔ والدہ اور بڑا بھائی اس نیم مُردہ لاش کو نُورپُور شاہاں دربار حضرت بّری امامؒ لے گئے۔ رات کو وہاں رکھا گیا۔ صبح گھر لے آئے۔ دربار شریف پر لے جا کر اسے چشمے کا پانی پلایا۔ خاک منہ میں ڈالی اور نلکی ناک سے نکال دی۔

اس طرح تین جمعرات کو محمد ثمین کو دربار حضرت بّری امام رحمۃ اللہ علیہ پر لے جایا گیا۔ اور آج وہی لڑکا چشم بد دور صحت مند توانا و تندرست اللہ کے فضل اور بّری کے توسل سے اگر یوں اسے کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ دوبارہ زندگی عطا ہوئی ہے۔ یہ ایک اللہ کے ولی بزرگ کی کرامت ہے۔ جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ کل بیمار ہوا تھا آج ٹھیک ہو گیا ہوں۔ حالانکہ ایک سال کا عرصہ گذر گیا تھا۔ اب محمد ثمین کا فوٹو بھی اور چند حروف قارئین کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

حضرت بّری امام علیہ الرحمۃ نے نُورپُور شاہاں میں جہاں ایک طرف ایمان و محبت کے اشجار لگائے وہاں سرو اور چنار جیسے سدا بہار درخت بھی نصب فرمائے۔ سرو کے درخت جو دربار کے صحن میں موجود ہیں ان کے ساتھ جو پھل لگتا ہے۔ یہ وہ لوگ لے جاتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ جو اولاد نرینہ سے محروم ہیں۔ مستورات کو یہ پھل کھلایا جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک ہوں اس پھل کے استعمال کے بعد ان کی گود ہری ہو جاتی ہے۔ سرو کے درخت کی شاخوں کے ساتھ انسانی سر کے بال بندھے ہوئے ہیں یہ بال اس امر کے ثبوت اور گواہ ہیں کہ بّری امامؒ کے دربار میں سرو کے درخت کے پھل میں قدرت نے کیا اثر پیدا کیا ہے۔ جن کو ان پھلوں سے فائدہ پہنچا ہے۔ وہ لوگ بچّوں کے سر کی دائیں جانب بطور منّت بال رکھتے ہیں۔ اور یہاں آکر کٹواتے ہیں اور سرو کے درخت کے ساتھ باندھ کر چلے جاتے ہیں۔ اس مقام پر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اولاد عطا کرنا۔ صحت بخشنا اللہ تبارک و تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لیکن جب اللہ کا کوئی برگزیدہ ولی یا امام اس کی بارگاہ میں کسی درخواست کی سفارش کرتا ہے تو ربّ العزت وہ قبول و منظور فرماتا ہے۔ کیونکہ ؏

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں۔

۱۵۔ ایک مصدّقہ واقعہ

آج سے ستر سال قبل ایک محمد سعید نامی ڈاکو موضع کھاریاں
ضلع ہزارہ کا رہنے والا تھا ۔ اس کے ایماء پر قبائلی مفرور خان عبدالجبار
خان اور اس کے دیگر ساتھی جو چار افراد پر مشتمل تھے ۔ انہوں نے ولائتی
ساخت کے پستول اور دیگر آتشیں اسلحہ سے لیس ہو کر تھا سنگھ اور
کالو سنگھ کے گھر پر ڈاکہ ڈالا ۔ ان سکھوں کی ایک عورت بیدار ہوئی اس
نے دیگر اہلِ خانہ کو جگایا اور گاؤں کے نمبردار سید لعل شاہ صاحب کو اطلاع
دی انہوں نے دوسرے نمبرداروں اور لوگوں کو مطلع کیا ۔ یہ بات قابلِ
ذکر ہے کہ اس گاؤں کے آٹھ نمبردار تھے ۔ ایک پتی ایک حصے میں
دو نمبردار تھے ۔ جب گاؤں والوں نے ان دونوں بھائیوں تھا سنگھ
اور کالو سنگھ کے گھر کا محاصرہ کیا تو مذکورہ ڈاکوؤں کو بھی اس بات کا
علم ہو گیا ۔ انہوں نے جس مکان کو لوٹنے کا نشانہ بنایا تھا اس کا اندر
سے دروازہ بند تھا اور دیواروں کو توڑنے اور فرار ہونے کی ناکام
کوشش کی ۔ جس طرف سے بھی باہر نکلنے کی کوشش کرتے آگے لوگ دکھائی
دیتے ۔ جب انہوں نے اپنا اسلحہ استعمال کرنا چاہا تو اسلحہ نے بھی جواب
دے دیا اور نہ چل سکا ۔ آخر میں گاؤں کے لوگوں نے بڑے بڑے
رسوں سے انہیں مضبوطی سے جکڑ لیا اور باندھ کر بٹھا دیا ۔

ان ڈاکوؤں میں عبدالجبار خان بڑا نامی اور مشہور ڈاکو تھا اور بڑا
دہشت ناک جوان تھا ۔ جب صبح ہوئی تو راولپنڈی کے ڈی سی جو کہ انگریز
تھا موقع پر آیا اور عبدالجبار سے کہا کہ عبدالجبار! تم کیسے گرفتار ہوئے ؟

اس نے کہا ادھر کوئی بہت بڑا اللہ کا ولی بزرگ ہے جس نے ہمیں گرفتار
کروایا ورنہ یہ لوگ تو کیا آپ بھی آپ کی فوج و سپاہ بھی ہمیں گرفتار نہیں
کر سکتی ۔ اس بات سے متاثر ہو کر انگریز ڈی سی نے آٹھ سو روپے سالانہ
معافی کا اعلان کیا کہ اس روپے سے دربار شریف پر جو گھی کا چراغ جلایا
جاتا ہے وہ بھی جلایا جائے ۔ اور دیگر خرچ حکومت کی طرف سے مناسب
کیا جائے یہ آٹھ سو روپیہ اس گاؤں کے معاملہ سے منہا کر کے ادا کیا جاتا
رہا ۔ آخر فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دورِ حکومت میں مذکورہ معافی کو
بحقِ سرکار ضبط کر لیا گیا ہے ۔

یہ بھی واقعہ قابلِ ذکر ہے کہ سرکار بری امامؒ نے ڈلہہ سے چند میل
دور منگوال تحصیل چکوال کے قریب چھوٹا سا مقام ہے جس کا نام باغ ہے
اس جگہ پانی کی سخت قلت تھی ۔ وہاں کے زمینداروں نے بریؒ امام
کے سامنے اس تکلیف کا تذکرہ کرتے ہوئے استدعا کی کہ یہاں پانی
میسر نہیں پوری آبادی تشنگی میں مبتلا ہے آپ دعا فرمائیں کہ اللہ
تبارک و تعالیٰ یہاں فراواں پانی پیدا کرے ۔ چنانچہ سرکار بریؒ
نے ان لوگوں کی درخواست پر بارگاہِ ربُّ العزت والجلال میں
طلب آب کے لئے دعا مانگی ۔ قدرت نے یہ دعا قبول و مستجاب کی
اور وہاں ایک خشک ٹبہ سے سرد و شیریں پانی کا چشمہ جاری ہوا جو
اب تک موجود ہے اور خلقِ خدا کو سیراب کر رہا ہے ۔

چشمۂ فیض

مزار حضرت سید عبداللطیف بری امامؒ کے قدموں میں جنوب کی سمت
ایک چشمہ ہے جسے ہر خاص و عام فیض کا چشمہ کہتے ہیں یہ چشمہ آپؒ کے
کرامتوں کا مظہر ہے۔ بری سرکار چونکہ ایک عبادت گذار معتقدین
متشرع سخی۔ صابر اور شریف سید تھے۔ جس نے اس قدر ریاضتیں
کیں۔ عبادتیں کیں اور تقرب الٰہی ان کو حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے
اپنے اس عبد صالح سے منسوب شدہ چیزوں سے مسیحائی، توانائی۔
ودیعت فرمائی ہے۔ صرف چشمۂ فیض ہی نہیں بلکہ بری سرکارؒ کے
دربار میں متعدد چیزوں کی تاثیر بدل گئی۔ سرو درخت کے پھل۔ مچ کی
خاک۔ چراغ کا روغن اور مزار اقدس پر رکھے ہوئے پتھر اور پھول وغیرہ
تمام اشیاء شفاء اور تندرستی کی ضامن ہیں۔ جس کسی کو ان باتوں میں
شک و شبہ نظر آئے وہ خود یہاں آکر آزمائے اور تجربہ کرے۔

چنانچہ چشمۂ فیض کے پانی سے ہزاروں بیمار و علیل شفایاب ہو رہے ہیں۔
کئی مریض جو علاج معالجے سے مایوس ہو جاتے ہیں وہ اس چشمہ کے پانی کو بطور
تبرک پیتے ہیں اور شفایاب ہو جاتے ہیں۔

مچ

یہ ایک گنبد نما عمارت ہے۔ جس کے چار دروازے ہیں۔ درمیا
میں ایک قبر کے دہانے کی طرح کھڈ بنا ہوا ہے جس میں دن رات آگ سلگ
رہتی ہے۔ اس کے متعلق یہ روایت مشہور ہے کہ جب حضرت بری امامؒ
تشریف لائے تو یہاں پر کوئی آبادی نہیں تھی نہ ہی کوئی مکان تھا ایسے
عالم میں آپؒ یہاں آکر بیٹھے اور اپنے دست مبارک سے آگ کو روشن
تاکہ رات کو بھولے بھٹکے مسافر اس آتش فروزاں کی روشنی کو دیکھ کر یہا
آجائیں اور پرسکون طریقے سے ان کی رات بسر ہو۔

سرکار بریؒ اس جگہ لنگر بھی تیار رکھتے تھے۔ سردیوں میں مچ کی آگ
مسافروں کو بستر کا کام بھی دیتی تھی۔ سرکار بریؒ امامؒ کے وصال کے بعد بھی
سلسلہ چلتا رہا اور کسی وقت بھی اس آگ کو خاموش و سرد نہیں ہونے دیا
پھر اس عظیم یادگار کو عقیدت مندوں نے اپنے ہاتھ میں لیا اور آج تک
یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس کی خاک (راکھ) کو لوگ چشمۂ فیض کے
پانی کے ساتھ ہر طرح کی بیماریوں کے لئے استعمال کرتے ہیں اور شفاء کی
نعمت پاتے ہیں۔ کسی شاعر نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔ ؎

مچ خاکِ شفاء چشمے کا پانی آبِ حیات
درد مندوں کے لئے فیض کا دریا دیکھو

لوگ از حد عشق و اشتیاق کے ساتھ مچ کی خاک تبرکاً لے
جاتے ہیں۔ کسی عقیدت مند نے اسی مچ کے متعلق اپنی عقیدت
کا اظہار یوں کیا ہے ؎

بُوٹی بُوٹی پتے پتے میں جُدا تاثیر ہے
کوئی سَم کوئی ملین کو مثلِ شیر ہے
خاک مت چھانو جہاں کی آزما کر دیکھ لو
میرے مُرشد کے دُھوئیں کی خاک بھی اکسیر ہے

مچ کے سلسلے میں جہاں ایک طرف اس کے جلنے کے دیگر مفاد ہیں۔ ان میں ایک یہ بھی فلسفہ کارفرما ہے۔ کہ حضرت عبداللطیف بری امامؒ نے جو علم وعمل کی آگ اس خطہ میں روشن کی ہے۔ اسے ان کے بعد سرد نہ ہونے دیا جائے اور جلائے رکھیں۔ مگر عقیدت مندوں نے ایک ظاہری طرف تو توجہ دے دی اور مچ کی آگ کو سرد نہ ہونے دیا مگر دلوں میں جو چراغ عرفانی جلائے تھے انہیں بجھا دیا گیا ہے۔ جہاں ایک طرف مچ دن رات جلتا ہے۔ اسی طرح عشق ومحبت۔ خدمتِ خلق۔ ایثار و ہمدردی کا سبق دیا تھا اور حسن اعمال کی تلقین فرمائی تھی۔ اگر دوسری طرف یہ سلسلہ بھی قائم رہتا تو آج یہ خطہ جنت نظیر ہوتا۔ خداوندِ عالم حضرت بری امامؒ کے تمام عقیدت مندوں کو اس علمی مچ کے روشن رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ جہاں لوگ جسمانی بیماریوں سے شفاء پا رہے ہیں۔ وہاں ہم روحانی بیماریوں سے بھی محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک وصالح برگزیدہ عباد کرامات کے محتاج نہیں ہوتے۔ بلکہ کرامات وکمالات کو ان عظیم شخصیتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ خداوندِ عالم کی بارگاہ سے ان کو اعلیٰ

صلاحیتیں اور طاقتیں حاصل ہوتی ہیں۔

مقامِ افسوس ہے کہ اہلِ نورپور شاہاں نے یہاں واقع ہونے والے واقعات کو ضبطِ تحریر میں لانے کی طرف توجہ نہیں کی جس کا انجام یہ ہوا کہ آج بری سرکارؒ کے سوانح نگاروں کی کتابوں کے سمندروں میں بار بار غوطے کھانے پڑتے ہیں۔ تاکہ معلومات وکرامات کے موتی میسر ہوں۔ بہرحال اس وقت کیا سماں تھا۔ کیا کیفیت۔ کیسی فضا تھی۔ کیسا ماحول تھا۔ چہ گونہ مواقع تھے۔ کیا تقاضے تھے۔ اور کیا حالات تھے خدا ہی بہتر عالم و واقف ہے۔

وصالِ مبارک

آپؒ کی عمر اکانوے (۹۱) برس تھی۔ آپؒ نے ۱۱۱۷ھ بمطابق ۱۷۰۸ء میں اس دورِ فانی سے کوچ کیا۔ مگر رُشد وہدایت کی وہ ابدی شمع چھوڑ گئے۔ جس نے آج نورپور اسلام آباد کو بقعۂ نور بنا رکھا ہے۔

روضۂ مبارک

راولپنڈی سے بارہ (۱۲) میل شمال کی جانب نورپورشاہاں میں

ایک ندی کے کنارے آپؒ کا روضۂ مُبارک ہے۔ اس کے تین دروازے ہیں۔ ایک مشرق کی اور دو جنوب کی جانب۔

عُرسِ مُبارک

حضرت بَرّی اِمامؒ کا سالانہ عُرس مُبارک ہر سال موسمِ بہار میں ماہِ اپریل کے آخر میں اور ماہِ مئی کے پہلے ہفتہ میں زیرِ اہتمام مرکزی اوقاف اسلام آباد پانچ روز تک نہایت عقیدت و احترام اور دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں قرآن خوانی، حسنِ قرأت۔ نعت خوانی۔ قوالی، علمائے کرام کی تقاریر کا سلسلہ بھی شامل ہے۔ اور تشنگانِ فیض لاکھوں کی تعداد میں حاضری دے کر فیض پاتے ہیں۔

رات کو روضۂ مُبارک کو غسُل دیا جاتا ہے اور چراغاں ہوتا ہے۔ سالانہ عُرس کی ایک دیرینہ روایت پشاور کی ڈالی ہے یعنی تحفۂ عقیدت جو کہ عرق گلاب کی اٹھارہ بوتلوں پر مشتمل ہوتی ہے جو ابوالبرکات سیّد حسَن شاہ قادریؒ کے گھرانے سے آتی ہے۔ حضرت آغا میر جانی قلندر کے گھرانے کے اہتمام میں جملہ رسوم کے ادا کرنے کے بعد یہ ڈالی نورُ پورِ شاہاں بَرّی سرکارؒ کے مزارِ اقدس پر بڑی دھوم دھام سے لائی جاتی ہے پشاور شہر میں چھ روز قبل باقاعدہ اعلان کیا جاتا ہے اور عقیدتمند فقراء الحاج آغا سیّد پیر جانی کے گھر سے ڈالی تیار کر کے لاتے ہیں۔

پشاور سے راستہ میں مختلف مقامات پر قیام کرتے ہوئے آتے ہیں حضرت بَرّی اِمامؒ کے عظیم المرتبت مُرشد حضرت جمال اللہ حیات المیر زندہ پیر حسن ابدال نُوری باغ میں واقع ان کے حجرہ اعتکاف پر ایک رات بسر کرنے کے بعد نورُ پور شاہاں پہنچتے ہیں۔ حضرت بَرّی اِمام کے مزارِ پُرانوار کو دو دیگے رات غسل دیا جاتا ہے۔ دن کو روحانی تقریبات محافل سماع۔ قوالی نعت خوانی۔ حسنِ قرأت اور وعظ و تبلیغ کا سلسلہ عقیدت مندوں کے لئے ایمان کی تازگی کا سامان بنتا ہے۔

یہاں پر بہت سی خرافات اور غیر شرعی رسوم کو ختم کر دیا گیا ہے اور اب عرس پانچ یوم تک نہایت ہی عقیدت و احترام سے جاری رہتا ہے۔ اسلامی روایات کا بطریق احسن خیال رکھا جاتا ہے اور تشنگانِ فیض لاکھوں کی تعداد میں دُور دراز مقامات سے جوق در جوق آتے ہیں اور حاضری دے کر فیض یاب و بامراد جاتے ہیں۔

راولپنڈی شہر اور صدر کے علاوہ اسلام آباد آبپارہ مارکیٹ سے ٹرانسپورٹ کمپنیاں زائرین کے لئے جانے اور لانے کے لئے خصوصی انتظامات کرتی ہیں۔ لہٰذا دُور دراز سے آنے والے زائرین کو آنے جانے کے لئے کوئی دقت نہیں ہوتی۔

حضرت بَرّی اِمامؒ کی نگری کا چپہ چپہ صفائی۔ سجاوٹ اور رونق کا جاں افروز منظر پیش کرتا ہے۔ عُرس مُبارک کے موقعہ پر بے پناہ ہجوم چہل پہل اور رونق ہوتی ہے۔ مزارِ پُرانوار پہ ذکر و فکر۔ تلاوت کلامِ پاک

اور عبادات کا سلسلہ چوبیس گھنٹہ جاری رہتا ہے۔ زائرین کا جوش و خروش اور جذبہ عقیدت ہمہ وقت ایمان افروز منظر پیش کرتا ہے۔

دستور زمانہ ہے کہ فانی زندگی میں دُنیا بڑے سے بڑے آدمیوں کو چند ماہ و سال میں فراموش کر دیتی ہے۔ لیکن حضرت برّی امامؒ کی ذات بابرکات اور ایمان افروز روحانی کشش ہے جو آپؒ کی مقدس شخصیت کو صدیوں سے دُکھی بنی نوع انسان کو طمانیت اور تسکینِ قلب سے ہمکنار کر رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس چشمۂ فیض کو لازوال اور بے مثال بنا دیا ہے۔ جو انشاءاللہ تعالےٰ جاری و ساری رہے گا۔ اور تشنگانِ فیض کی پیاس بجھاتا رہے گا۔

ارمغانِ غوث پاک

(اہلِ دِل قارئین کے لئے حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ پیرانِ پیر کی شہرہ آفاق تصنیف "فتوح الغیب" سے ایک بصیرت افروز مقالہ)

"مُوت اَبدی ۔ حیات اَبدی"

فرمایا! مجھے ایک دن ایک امیر نے تنگ کیا اور اس کے دباؤ میں سرکش نفس نے حرکت کی اور تنگی سے راحت اور کشائش کی طرف نکل جانے کا طلبگار ہوا۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ میں نے کہا کہ ایسی موت چاہتا ہوں جس میں حیات نہیں۔ ایسی حیات چاہتا ہوں جس میں موت نہیں پھر پُوچھا گیا ایسی موت کون سی ہے جس میں حیات نہیں اور ایسی حیات کیا ہے جس میں موت نہیں؟

میں نے جواب دیا وہ موت جس میں حیات نہیں۔ میرا اپنی ہم جنس مخلوق سے مرجانا ہے۔ اس طرح کہ میں اُنہیں نفع و نقصان میں نہ دیکھ سکوں۔ اور میرا مرجانا دُنیا و آخرت میں اپنے نفس خواہش اور آرزو سے اس طرح ہے کہ میں ان سب میں زندہ رہوں اور پایا نہ جاؤں لیکن وہ حیات جس میں موت نہیں وہ میرا اپنے رَبّ کے فضل میں زندہ رہنا ہے۔ اس طرح کہ اس میں میرا وجود نہ ہو اور اس میں میرا مرجانا وجود حق کے ساتھ میرے وجود کی بقاء ہے بس میرا یہ چاہنا سب چاہتوں سے عمدہ و نفس تھا۔ جب سے کہ میں نے ہوش سنبھالا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔
بحرمت سیدالمرسلین صلیّ اللہ علیہ و آلہ وسلّم۔

محفل گیارہویں شریف

اس کے علاوہ ہر ماہ ختم گیارہویں شریف۔ سالانہ ختم غوث الاعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ محفل عید میلاد النبیؐ زیر انتظام مرکزی محکمہ اوقاف اور مرکزی انجمن خدام الفقرا راولپنڈی اسلام آباد نہایت عقیدت دا احترام اور جوش وخروش سے منائے جاتے ہیں۔ انجمن کی جانب سے بھی اور محکمہ اوقاف کی جانب سے بھی زائرین اور غربا میں عام لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔
اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ یہ سلسلہ جاری وساری رہے۔ آمین ثمہ آمین۔ بخدمت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیٰ جمیع الانبیاء والاولیاء اجمعین برحمتک یا ارحم الرحمین۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یا اللہ جل جلالہٗ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — یا محمد ﷺ

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سی حرفی

قطب الاقطاب

حضرت بری شاہ لطیف قادریؒ

تاریخ ولادت — ۱۰۲۶ ہجری
تاریخ وصال — ۱۱۱۷ ہجری

الف

اللہ رسول نوں یاد کر کے پیارے دلی دی پیاری داستان لکھ دے
نظر مار کے نوری نشان والے نوری رنگ دا نوری بیان لکھ دے
جس جنگل نوں منگل بنا دتا کر کے اوہدی کرامت عیاں لکھ دے

اشرف ہوویں گا بَرّی میدان اندر
بَرّی بَرّی سُلطان سُلطان لِکھ دے

الف

اللہ رسُول نوُں یاد کر کے کراں صفت جی بَرّی سرکار دی میں
آؤ، آؤ سُنو مُشتاق سارے کراں گل اوہدے چمکار دی میں
ہویا تصوّر دے وِچ دیدار نوُری کیتی سَیر جے اس گلزار دی میں
او خاک بھی کامل اکسیر اشرف کھالیواں جے خاک مزار دی میں

و

وَڈّی ہستی بَرّی امام دی اے ایہہ بزرگاں نے سانوں بتایا ہویا
پیدا چولیاں کرسال وِچ ہوئے بَرّی ایہہ بھی بزرگاں نے سانوں سُنایا ہویا
باپ بَرّی دے شاہ محمود یارو اللہ والیاں آگاہ کرایا ہویا
مُرشد بَرّی دے سخی حیات اشرف جنہاں بَرّی نوُں بَرّی بنایا ہویا

الف

اوہ اِمام بَرّی سرکار بَرّی سِکہ دُور دُور تیرا چلیا ہویا
نکمن والیاں تکیلے تے خُوب تکھیا تیرے بحر دا نیر اُچھلیا ہویا
ہوجاون خوشیاں نصیب کدھرے عاشق وِچ ملنگاں دے کھلیا ہویا
ہتھ وِچ آس اُمیّد دا لے کاسہ ملک اشرف تیرا دَر ملیا ہویا

ج

جُھل رہے نے جُھولے بہار والے آسکدی نہیں بالکل خزاں اندر
سوہنے جنگل نوُں منگل بنا دِتّا زنگتاں مہر دیاں مہربان اندر
دُھماں روئے زمین تے مچ گیّاں ہے کرامت عیاں عیاں اندر
چور پور نوُں کیتا نوُر پوُرا اشرف لاٹاں نوُر دیاں نوُر پوُر تاں اندر

خ

خلقت جو بھی نوُر پوُر شاہاں جاندی بھوں بھوں خوشیاں وِچ ہو رہی ہے
بَرّی بَرّی پئی ہوندی مزار اُتے واہ وا الگ حقیقت دی ہو رہی ہے
اُتے مزار دے یار دچڑھان تائیں خلقت ہُپلاندے ہار پرو رہی ہے
عقیدت مند خلقت جو کہے اشرف خاک مزار دی اوہ بُوں ڈھو رہی ہے

د

دُھلدا انیئس طوفان دیاں پانیاں توں ایسا پختہ بَرّی جی رنگ تیرا
توُں بَرّی تے بَرّی مُرید تیرے بھوں قابل تے کامل ہے سنگ تیرا
تیری لاٹ نوُرانی دی طلب تائیں پھردا روضے دے گرد پتنگ تیرا
اِمام بَرّی اشرف نوُں کر بَرّی، بَرّی بَرّی پیا کردا ملنگ تیرا

الف

اوہ بول کراں میں شان بیان تیری وَڈّا شان ہے بَرّی اِمام تیرا
تیرے دربار دے اُتے جا کے تے عقیدت مند پئے کردے سلام تیرا
اوہ سرکار بَرّی امام بَرّی پکاواں ورد اوہ بول صبح و شام تیرا
اِمام بَرّی اشرف نوُں کر بَرّی، بَرّی بَرّی پیا کردا غلام تیرا

ت

تیرے روضے دی تک کے لاٹ نوری ادبوں قلم قرطاس تے ماردا ایں
جُھک جھک کے تیرے دربار اگے خاک چُم چُم سینہ ٹھاردا ایں
تک تک تیرے مزار نوں شاد ہوواں پابندیاں پختہ پیار دا ایں
تیرے در دی خاک اکسیر اشرفؔ بڑی بڑی پیا موتہوں پکاردا ایں

ج

جناب عبداللطیف بڑی دتیاں نور دیاں نہراں وگا توں نے
چلہ پانی دا کٹیا ای سال باراں ماس مچھلیاں نوں دِتا کھلا توں نے
نر مادہ بھیس بڑی بنا کے تے دُدھ سنڈھیاں بھیس دِتا چوا توں نے
غیر آباد ہو گئے آباد اشرفؔ مجرم دِتے پھانسی توں فوراً لہا توں نے

ت

توں جنگل وچ منگل بنا دِتا دسدے شان پئے سبز چنار تیری
خزاں آنہیں سکدی گلزار اندر دم دم کردی پئی صفت بہار تیری
چُم چُم کے روضے دیاں جالیاں نوں کردے صفت عاشق لگاتار تیری
کھوٹی قسمت کہے اشرفؔ کھری ہوگئی واہ واشان ہے بڑی سرکار تیری

ت

توں جنگل وچہ منگل بنا دِتا پئے شان دسدے سبزہ زار تیری
جُھل جُھل کے شجر ہوا اندر دسدے شان نرالی بار بار تیری
اکھیاں نال میں تکیا جا کے تے عقیدت مند پئے کردے پکار تیری
کھوٹی قسمت کہے اشرفؔ کھری ہوگئی واہ واشان ہے بڑی سرکار تیری

و

وڈیاں شاناں دا مالک توں بڑی کردے شاعر پئے شان بیان تیری
لکھاں ہیں جیہے اگے ختم ہو گئے لکھ لکھ کے سوہنی داستان تیری
بھاویں حشر تک لکھدے رہن شاعر ختم ہوندی نہیں صفت جانان تیری
جیہڑی باہر بیان تھیں کہے اشرفؔ بہوں بڑھی ہے بڑی جی شان تیری

ت

تکن والیاں تکیا تے خوب تکیا کیتی نور دی نہر رواں توں نے
اینہاں تک تک خلقت شاد ہوندی جیہڑے کیتے جلوے عیاں توں نے
کی مجال خزاں دم مار جاوے مٹائے خزاں دے نام و نشاں توں نے
توں سنڈیاں بھیس دودھ چوا چھوڑے ایسے پائے اشرفؔ شان توں نے

ج

جُھل رہے جو تیرے دربار اُتے واہ واشان اُنہاں چناراں دی اے
نور نور وچہ چمکیا نور ایسا واہ وا چمک نورانی چمکاراں دی اے
جتھے بڑی سرکار نے قدم رکھے رنگت بہوں رنگین انہاں گلزاراں دی اے
خزاں آنہیں سکدی خزاں اندر رونق رواں بہوں اشرفؔ گلزاراں دی اے

ی

یا بڑی سرکار مزار تیرے دن رات دُنیا بے شمار جاندی
عقیدت مند دُنیا عقل مند دُنیا تیرے روضے دا پان دیدار جاندی
جانا بڑی سرکار دے در اُتے دُنیا تیری ہی کر دی پکار جاندی

اپنے دِل دیاں مُراداں پان تائیں اشرفؔ وانگ کردی مار دمار جاندی

ی

یا برّی سرکار مزار تیرے عقیدت مند شوق سنگ جاوندے نے
وڈیاں خوشیاں دے نال رواں ہو کے دیدار روضے مُبارک دا پاوندے نے
پا کے خوب دھمالاں ملنگ تیرے برّی برّی اُڈبوں پُکار دے نے
کوئی لے کاسے اشرفؔ جاوندے تے کوئی بھر کاسے واپس آوندے نے

الف

اوہ امام برّی سرکار برّی اُڈبوں گاوندا پیا عاشق ترانہ تیرا
وگدی جاری قلم دریا دا انگوں واہ دا ہے برّی نشانہ تیرا
لوکی بھر بھر کاسے آوندے نے جاری سخاوت دا برّی خزانہ تیرا
بھتر دُنیا دے کو لوں کہے اشرفؔ مینوں کافی ہے برّی یارانہ تیرا

و

وجدیاں نوبتاں جاں برّی دربار تیرے ہوندے مستی وچ مست دیوانے تیرے
برّی برّی موہنوں پُکار کے تے گاندے ادب دے نال ترانے تیرے
آ کے خوشی دے وچ رقص کردے نالے سخاوت دے لُٹ دے خزانے تیرے
تیری شمع دی لاٹ دی دید تائیں آ گئے نے اشرفؔ پروانے تیرے

ب

برّی برّی موہنوں پُکار آکھاں رنگت رنگین سوہنے گلزار وچ ہے
جھک جھک کے آکھاں مزار اُتے واہ خوشبو بھی اس مزار وچ ہے

نعرے برّی سرکار دے مار آکھاں واہ وا کشش تار تار وچ ہے
اشرفؔ سنڈیاں تھیں دودھ چوا دِتے اتنی طاقت برّی سرکار وچ ہے

چ

چور چور نوں نور پور کیتا واہ وا رونق اس دربار دی اے
نالے جنگل نوں منگل بنا دِتا چہل پہل اس بازار دی اے
پاک وطن وچ پھیلی خوشبو جس دی واہ وا خوشبو اس گلزار دی اے
خشکے درخت نوں اشرفؔ ہرا کیتا ایہہ طاقت بھی برّی سرکار دی اے

الف

اُٹھ اوہ عاشقا علاقے پوٹھوہار دیا قلم مُنہ قرطاس تے مار دا چل
ہو کے محبّت دے وچ جذب یارا بن بن خادم اس دربار دا چل
روضے پاک توں گذرے ہو جیہڑی جند جان اس توں وار دا چل
برّی ہو ویں گا ہر میدان اندر برّی برّی اشرفؔ پُکار دا چل

الف

اُٹھ اوہ عاشقا علاقے پوٹھوہار دیا سوہنے سوہنے جیہے سخن سناوندا چل
برّی لطیفؒ دے جانا مزار اُتے اُڈبوں گیت عقیدت دے گاوندا چل
برّی برّی موہنوں پُکار کے تے اگ ہجر دی یارا بجھاوندا چل
برّی ہو ویں گا ہر میدان اندر برّی برّی ہی اشرفؔ پُکار دا چل

الف

اوہ عاشقا پوٹھوہار علاقے دیا نعرے برّی سرکار دے لاوندا ٹر پیہ

آؤ بری دے چلیے مزار اُتے سنگیاں دوستاں ذرا بتاندا اڑپو
اَج ہووے گی پوری مراد دِل دی قدم قدم تے سیس ذرا بتاندا اڑپو
بری ہووین گا ہر میدان اندر بری بری ہی اشرف پکار دا اڑپو

س

سانوں بزرگاں نے ایہہ فرمایا ہتا بھوں نازک گفتار بری دی اے
خزاں آنہیں سکدی گلزار اندر اُجلی اُجلی بہار بری دی اے
موئیاں مچھاں ندی ہتیں باہر آئیاں کیسی کامل ایہہ کار بری دی اے
اشرف سنڈیاں ہتیں دودھ چوادِتے واہ واشان سرکار بری دی اے

پ

پکے ہوئے شجر دی امام بری پل دے پل کیتی شاخ ہری توں نے
کٹن ہوندی نہیں جو تلوار کولوں ایسی تار حقیقت سنگ جڑی توں نے
آپنیاں مریداں نوں توں مہرباناں بھوں بخش چھوڑی برتری توں نے
میرے وانگ مجرم جو کہے اشرف کر چھوڑے بری بری توں نے

ب

بری بری پیا کردا ملنگ تیرا تیری اُجلی بھوں رونق رداں بری
او دلشاد تے نالے نہال ہویا ڈِگیا تیرے دربار جو آن بری
فیض یاب پئے ہوندے لوک رو گی جیہڑے تیرے دربار تے جان بری
اشرف آیا سوالی نہ جائے خالی واہ واہ ہے تیری شان بری

پ

پنڈی والے شاہ چن چراغ جیہڑے ہمدرد خاص بری سلطان تیرے
جھولیاں کرسال" چکوال دے کول پہلے جلوے بھی رکھنے عیاں تیرے
بھر گھڑے گھڑولیاں کرن چوکی لوکی مار تاڑی سہرے گان تیرے
اِلکو مائی دے جائے لال سچے اشرف بھائی شاہ نذر دیوان تیرے

ب

بری بری موہنوں پکار کے تے عاجز ڈیکھیے ہو کے رواں ٹر پئے
کر کر کے بری جی یاد تینوں کر کر کے رِجھتے دے دل دھیان ٹر پئے
نہیں ہجر دے وچ گذران ہوندی تیری سوہنیا ڈیکھن لئی شان ٹر پئے
لے کے کاسہ اُمیداں دا ہتھ اشرف خیر لین لوں یار دے سلطان ٹر پئے

ب

بری بری موہنوں پکار کے تے عاجز ڈیکھیے تیز رفتار ٹر پئے
خیر لین لئی اُس دربار وچوں کر کر یار دے مار و مار ٹر پئے
ہے یقین جے مشکلاں حل ہوسن بری بری دی کر دے پکار ٹر پئے
ادنیٰ اعلیٰ غریب امیر اشرف روضے پاک دا پان دیدار ٹر پئے

ل

لوکی جان لئی نور پُر نور شاہاں اندر بری بری والے کے نام ٹر پئے
امام بری دے جان مزار خاطر چھوڑ چھوڑ لوکی اپنا کام ٹر پئے
میرے جہے یار دُکھی شاعر جیہڑے لکھ لکھ کے ادبوں کلام ٹر پئے
وڈیاں آساں اُمیداں دے نال اشرف روضے بری دے کرن سلام ٹر پئے

ن

نور پور شاہاں وچہ سُنیا پیر ایسا ہر سوالی دی بگڑی بنائی جاندا
کدھر سنڈیاں دودھ چوالیندا کدھرے مچھیاں نوں ماس کھلائی جاندا
کدھرے سُکے درخت نوں ہرا کردا کدھرے نوزدیاں نہراں وگائی جاندا
کوئی سوالی نہ اشرفؔ جائے خالی بھر بھر کاسے پچھاں پرتائی جاندا

ن

نور پور شاہاں وچہ سُنیا پیر ایسا میرے جیہاں تے کرم کمائی جاندا
جاندا جو بھی منگتا دربار اُتے خیراوسے دی جھولی وچہ پائی جاندا
جیہڑا آکے ڈِگیا دربار اُتے نظر کرم اُس تے فرمائی جاندا
کوئی سوالی اشرفؔ نہ جائے خالی بھر بھر کاسے پچھاں پرتائی جاندا

ب

بہوں برّی امام بہوں شان تیری ہر سوالی دی بگڑی بنائیں برّی
اللہ پاک دے کولوں پیار یا او بڈھی ماں نوں بچے دلوائیں برّی
اندر پانی دے رہ کے سال باراں اپنا مچھیاں نوں ماس کھلائیں برّی
تکن والیاں تکیا خوب کیتا نہراں نوزدیاں توں وگائیں برّی
موئیاں مچھاں کدھیں تھر وچوں نلے سنڈیاں تھیں دودھ چوائیں برّی
توں سُکے درخت نوں ہرا کر کے ہندو لوکاں نوں سبق سکھائیں برّی
در تے آیا سوالی جو کہے اشرفؔ خیر اوسے دی جھولی وچہ پائیں برّی

س

ٹر بل گئی شاخ ہجران اندر شاخ ہیں غریب دی ہری کر دے
میری زندگی دی کونپل خزاں ساڈی بہار آن کے ہری بھری کر دے
توں سنڈیاں تھیں دودھ چوان والا میری کھوٹی تقدیر اج کھری کر دے
اشرفؔ ہووے مُنہ کالا مخالفاں دا امام برّی غریب نوں بری کر دے

الف

اوہ امام برّی سرکار برّی تیرا شان ہے بڑی شان والا
تیری شان بیان نہیں ہوسکدی توں نوزدیاں نہراں وگان والا
چلہ پانی دا کٹیا توں برّی نالے مچھیاں نوں ماس کھلان والا
کر کے سُکے درخت نوں ہرا برّی ہندو لوکاں نوں سبق سکھان والا
توں جنگل نوں منگل بنا دِتا چور پور نوں نور پور بنان والا
آیا جو سوالی دربار تیرے خیر اوسے نوں توں پان والا
در تے آئے سوالی نہ جائے خالی بھر بھر کے کاسے پچھاں پرتان والا
میرے جیہاں دُکھیاریاں عاجزاں تے بہوں کرم توں برّی کمان والا
نظر کرم فرما کے امام برّی لگی ہجر دی اگ بجھان والا
تیرے مرید دی بیڑی جاں ڈول جاوے توں فوراً کنارے تے لان والا
تیرے مزار خلقت بے شمار جاندی توں پھانسی تھیں مجرم بچان والا

ل

لہر لطیف دی بحر ہوندی جیندے نور تھیں نور پور نور ہویا
وگے نہر شراب طہور والی ساقی کوثر تے جام ضرور ہویا

روضہ کعبہ صوفیاں سالکاں دا سرو جنت چمنار ظہور ہویا
دامن پکڑ لطیف ستار بخشا شر نفس شیطان دا دُور ہویا
دسائیں ستار بخش نوُر پوُری)

ش

شاہ نذر دیوان سیّد شہر وسدا میرا پیر وچہ نوُر نوُر دَس رہیا
نوُری باغ دے کول دربار جس دا اسم بّری اِمام ہیں دَس رہیا
اپر روضہ اس سخی حسینؓ دا اے مینہ رحمتاں دا جتھے وس رہیا
اشرفؔ پیر میرا جدھر نظر مارے نظریں نوُر آوے انھیرا نس رہیا

م

روضہ پنڈی وچہ جن چراغ دا اے روضہ نوُر نوُر بّری اِمام تیرا
بیٹھڑے جاندے عبداللطیف شاہ جی ننگے پیر جا کر دے سلام تیرا
جہناں دلاں دی پائی مُراد ہوندی جھاڑو پھیر دے نی صبح و شام تیرا
اشرفؔ ویکھ کراماتاں پیر دیاں بّری بّری پیا کہ دا غلام تیرا

ع

عبداللطیفؒ شاہ تیرا جواب ہی نہیں توُں ہی نوُر دیاں نہراں وگّان والا
بارہ سال رہ کے وچہ پانیاں دے ماس مچھیاں کو لوں کھلان والا
توُں مادہ دے نر بنا دیویں توُں سنڈیاں دا دودھ چوان والا
قصہ مختصر اشرفؔ گل کی دساں توُں ہی پھاستی بخشیں مجرم چھڑان والا

ج

جنگل وچہ منگل بنان والے کی شان تیرے سر دیاں سرداراں دی اے
اتنی خوشبو عطر پھلیل وچہ نہیں نوُری باغ اندر جتنی اناراں دی اے
کیا مجال جے خزاں دم مار سکے چہل پہل ہر دم بہاراں دی اے
ایڈی شوخی نہیں اشرفؔ گلاب رکھدا آن بان جتنی نیلیاں دھاریاں دی اے

غ

عبداللطیفؒ شاہ تیرے مزار اُتے شب و روز رونق بے شمار رہندی
بھنورے بلبلاں ہر دم مست رہندے آوے خزاں نہ موسم بہار رہندی
پاندے خوب دھمالاں ملنگ تیرے نالے چمدے پیرا نشان تیرے
اشرفؔ پان مُراداں بھر جھولی منگتے جاری تیری سخاوت سرکار رہندی

و

وجدیاں نوبتاں بّری اِمام جس دم ہوون مست دیوانے دربان تیرے
پاندے خوب دھمالاں ملنگ تیرے نالے چُم دے پیرا نشان تیرے
بھر کے گھڑے گھڑولیاں کرن چوکی مارن تاڑیاں تے سہرے گان تیرے
اشرفؔ دیکھ کراماتاں سلطان دیاں خدمتگار ہو جاندے سلطان تیرے

ل

لوک لکھاں پیرا فیض پا گئے کیوں نہیں میرے وَل تیرا دھیان بّری
کھا کھا ٹھوکراں بے حال کر کے ڈگیا تیرے دربار تے آن بّری
کیوں نہیں دل دی مُراد پوری کردا دم دم لوگ مُراداں پے پان بّری
پاؤ خیر جے اشرفؔ اَڈ جھولی آیا خالی موڑنا نہیں تیری شان بّری

س

سنیا لوک لکھاں پیر افیض پا گئے میں بھی عرض کیتی یا سرکار اگے
ننگے پیر آیا ہتھ جوڑ کے میں پایاں خوب دھمالاں دربار اگے
جو بھی آیا اوس مُراد پائی مُڑیا نہیں کوئی ایتھوں بیزار اگے
خالی ہتھ جے مینوں اج پیر موڑیں اشرفؔ رو سال کھل کے مزار اگے

ش

شاہ چن چراغ بھی گھٹ ناہیں کیونکہ ہمدم بڑی امام دے نی
جو بھی آیا سوالی نہیں مڑیا خالی گلاں دل دیاں خوب او جاندے نی
ایہہ دوئے نی سید شہر وچوں نالے پھل اکو گلستان دے نی
اکو مائی دے جائے ہوئے لعل سچے اشرفؔ بھائی شاہ نذر دلوان دے نی

ن

نور پور نور دا نور رب سے جو کہ بڑی دا عالی مزار تکیا
ادھر نور دی نہر ہمیش جاری چشمہ فیض دا سر بازار تکیا
نامراد بھی پا دن مراد کیوں نہ لطف دار لطیف سرکار تکیا
اشرفؔ ہر میدان وچہ بڑی بڑی کل اولیاں دا سردار تکیا

م

ملک اشرفؔ غلام تیرا نال صدق دے جپدا نام تیرا انتظار ہے صبح و شام تیرا
خبر ے کس طرح دل نوں قرار آسی
اس دا شوق محبت کمال ہے دے طرف بڑی ہر وقت خیال ہے وے گویا خاص تپنگ لیا ہے خیال دے

کہندا اج یا کل میرا دلدار آسی
اپنے گداواں وچہ شمار کرنا دلوں دور سب خیال کرنا معاف بھل تقصیر کرنا
لب پہ نام تیرا بار بار آسی
بڑی امام سرکار میرا قبلہ و کعبہ تے دستگیر میرا لب پہ نام تیرا نام بار بار آسی
کملی والڑے نال نال اشرفؔ بڑی امام سرکار آسی

ق

قبلہ و کعبہ تے دین ایمان آکھاں میرا پیر سوہنا عالی شان سمجھو
میرا جسم یا روح یا قلب آکھاں میرے واسطے دونوں جہان سمجھو
ہر حال خیال احوال آندا اُس دا نام وِرد زبان سمجھو
بڑی سرکار جو میری سرکار اشرفؔ میرے واسطے کعبہ تے قرآن سمجھو

ت

تیری شان بڑی دھوم سن کے میں کنگال کمینہ در آن ڈگیا
دکھاں چار چوفیر دل پائے گھیرے میں بسمل ہو کے نیم جان ڈگیا
میرا ہور وسیلہ کوئی آسرا نہیں بے کس بے سرو سامان ڈگیا
بڑی امام آیا آں مراداں لے کے اشرفؔ کر کے ایہہ عہد و پیمان ڈگیا
نام رب دے عرض سرکار کرساں تسیں رب دے خاص فقیر بابا
ہوئی بھل جو مسکین کولوں کرو معاف اور میری تقصیر بابا
اپنے فضل تے فیض دا دان بخشو رکھو شاد نہ کرو دلگیر بابا
خادم فقیر دار ہواں ضرور اشرفؔ حد جنہاں دے جاگیر بابا

ہفت روزہ "وقار"

سے ماخذ

برّی امام جن کا عُرس نُور پُور شاہاں میں منایا جا رہا ہے

ماخذ وقار ہفت روزہ راولپنڈی۔

مورخہ ۳، ۱۹۷۰ء تحریر جناب انوار فیروز ایم اے۔

راولپنڈی سے بارہ میل دُور بلند و بالا پہاڑیوں کے دامن جہاں ٹھنڈے پانی کے چشمے ابلتے ہیں۔ نُور پُور شاہاں کے مقام پر اس بزرگ کا مزار ہے جس نے اس علاقے کو اسلام کی برکتوں سے منوّر کیا اور علاقے کے لوگوں کی کایا پلٹ دی۔ عجیب بات یہ ہے کہ جہاں کسی زمانے میں چور رہتے تھے اسے مرکزِ نور بنا دیا۔ یہ بزرگ سیّد عبدُ اللطیف شاہ برّی امام تھے۔ جنہوں نے اس جگہ کو رشد و ہدایت کا منبع بنا دیا۔ یہ ان کی نگاہ کا اعجاز تھا کہ علاقے کے لوگ حلقہ بگوشِ اسلام ہو گئے۔ آج بھی اُن کا مزار مرجع خلائق ہے اور لوگ دُور دراز سے آ کر ان کے مزار پر عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں۔ ان کے مزار پر ہر سال عُرس منایا جاتا ہے۔

حضرت سیّد عبدُ اللطیف برّی امام کے والد کا نام سیّد محمود شاہ اور والدہ ماجدہ کا اسم گرامی خاتون بی بی تھا۔ ان کا سلسلۂ نسب امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے ملتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد کاظمین شریف (عراق) سے آ کر سیّد کسراں میں آباد ہوئے۔ جہاں بابا شاہ نذر اور سیّد دیوان کے مزار موجود ہیں۔ حضرت برّی امام شاہ لطیف کی جائے ولادت چولیاں کہ سال ہے۔ آپ کے والد بزرگوار سیّد محمود شاہ اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور نجف اشرف کے فارغ التحصیل تھے۔ سیّد عبد اللطیف شاہ نے ظاہری علوم اپنے والد سے حاصل کیے۔ بچپن سے ہی آپ صاحبِ کرامات تھے اور آپ کی کرامات کا شہرہ علاقہ میں ہو گیا۔ جب آپ سولہ برس کے ہوئے تو آپ کے والد نے آپ کو کربلائے معلّیٰ، مشہد مقدس، سامرہ، کاظمین نجف اشرف جانے کی اجازت دی۔ جہاں رہ کر آپ علوم سے فیض یاب ہوئے اور واپس والدین کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

سیّد کفایت حُسین شاہ بخاری ابنِ سیّد عنایت حُسین شاہ قبلہ

مرحوم سجادہ نشین حضرت برّی امامؒ نُور پُور شاہاں

جناب ملک محمد اشرف نے حضرت برّی امام رحمۃ اللہ علیہ کی پاک زندگی کے حالات کو جس خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ کتابی شکل

میں پیش کیا ہے اس رعایت سے یہ اقدام ایک قابلِ ستائش ہے۔
اللہ تعالیٰ ملک محمد اشرف کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جب یہ کتاب آخری منازل طے کر رہی تھی تو ایک زائر نے منت سماجت کر کے اپنا تاثر پیش کیا۔ جسے ہم اس کتاب میں شریک کرتے ہیں۔

خدا کے نیک بندوں کا طریق زندگی دیکھو
زمین پر بیٹھ کر کرتے ہیں۔ یہ شاہی زمانے گی
حفیظ انجم اسلام آباد

بری شاہ عبداللطیف قادری رحمۃ اللہ علیہ

دلیلِ فقر، کرامت بدست فیض رساں
تیری نگاہ پہ روشن تھے رازہائے خفی
عطا کیا تھا تجھے سوزِ عشق نے وہ مقام
تیرے پیام سے صد ہا ہوئے سعادت فال
قیام کر نہ سکی تیرگی ترے آگے

ہو تیری ذاتِ خود آگاہ پہ درود و سلام
تھا شرح بندۂ مولا صفات تیرا وجود
خمیرِ دل جسے کہتے ہیں منزلِ محمود
تیری نظر نے کئے کتنے بد نظر مسعود
طلوعِ نورِ سحر تھی تیری جبینِ سجود

تیری جناب میں رقصاں تجلیوں کی فضا
اگرچہ دیدۂ ظاہر میں ہیں غائب
سکونِ قلب عطا کر کہ تو ہے آلِ نبی

تیرے مزارِ مقدس پہ رحمتوں کا درود
رہیں گے تا بہ ابد کشتگانِ حق موجود
ہے تیرے ہاتھ میں الجھے ہوئے دلوں کی کشود

تڑپ رہا ہوں زمانے کی چیرہ دستی سے
نگاہِ لطف بہ فرما بہ جانِ غم فرسود
(صادق نیازی)

حضرت سید عبداللطیف بری امام رح

کے ارادت مندوں کی خدمت میں

سرکار بری امامؒ کی ذاتِ بابرکات ایسی تھی جس نے اس پورے علاقے و خطہ بلکہ پورے عالمِ انسانی کے لئے کام کیا۔ تاکہ آدمیت و انسانیت کو جلا ملے۔ آپ نے عملی طور پر سب کچھ کیا۔ جو خداوند عالم اور برحق رسولؐ نے حکم دیا۔ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے اعمال کو مشعلِ راہ بنایا۔ سینکڑوں مصائب و آلام برداشت کئے۔ آپ نے پہاڑوں اور میدانوں میں شمع ہدایت کے چراغ روشن کئے۔ اس لئے آج ہم اور آپ سب ہدیۂ سلام پیش کرتے ہیں۔ لیکن خال خال جو سرکار بری

امام کے مشن و عزم کے خلاف ہو۔ اسے ہم سب مل کر دور کرنے کی سعی و
کوشش کریں۔ جس طرح برّی امامؒ نے بُرائی کو دور کیا اسی طرح ہم بھی
اس بُرائی کو دور کریں۔ تاکہ ہمارے مرشد و ہادی حضرت برّی امامؒ
کی ذاتِ گرامی ہم پر خوش ہو۔ جو لوگ بُرائی کی حمایت کرتے اور بُرائی
کو فروغ دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ حضرت برّی امامؒ کے
عقیدت مند ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔

بالخصوص نور پور شاہاں کے باشندوں کو اتنا حلیم الطبع اور
قوتِ برداشت کا مالک ہونا چاہیئے۔ تاکہ باہر کا کوئی زائر اگر تلخ
کلامی سے بھی کام لے تو اسے درگذر کرنا چاہیئے وہ اس لئے کہ مہمان
کا احترام لازمی و ضروری ہے۔ خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن
یہاں تو سب مسلمان بھائی ہیں۔ اور سب برّی امام کے عقیدت
مند ہیں۔ اگر ہماری کچھ تلخیاں اور ناانصافیاں ہوں بھی تو نور پور کی بستی
(برّی بستی) میں داخل ہوتے ہی ختم ہو جانی چاہیئے۔ محبت و اخوت سے
سرشار ہو کر ہم سب ایک ہی صف میں کھڑے ہوئے نظر آئیں۔ خداوند عالم
ہم سب کو انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ ہمارا ملک
پاکستان جس کے ہم متوالے ہیں۔ جس میں ہمارے بزرگانِ دین مدفن و پوشیدہ
ہیں۔ یہ روز بروز ترقی کرتا جائے۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب ہم ایک
دوسرے کے جذبات کا احساس کریں۔

احقر العباد:۔ طالب حسین طالب

قوالی در شان حضرت برّی امام

سید عبد اللطیف شاہ رحمۃ اللہ علیہ
نور پور شاہاں۔ ضلع اسلام آباد

تیرا کرم کی برّی سرکار ہو یا — جنگل بنجر پہاڑ گلزار بن گئے
تسیں آپ سرکار ساڈے صدیاں توں جھیڑے کول آئے سرکار بن گئے
برّی برّی سرکار برّی — میری کھوٹی قسمت کرو کھری
سرکار برّی دربار برّی

جنگل دے وچہ منگل تیرا — جگ مگ کردا سوہنا ویڑا
آس دی ٹہنی سُک نہ جاوے — اینوں کر دیو ہری بھری
برّی برّی سرکار برّی

چوراں توں قطب بنائے — پھانسی لگدے بری کرائے
میں وی آن دھمالاں پایاں — میرا ننگ وی کردو بری
سرکار برّی دربار برّی
میری کھوٹی قسمت کردو کھری

قوالی برّی امام دربار نورپور شاہاں

پیر میرا پیر سچّا پیر — سوہنا پیر برّی امام پیر
ڈبدی بیڑی بنے لاوے — سب دی عزت مراد پہنچاوے
جیہڑا منگتا در تے آوے — جھٹ بدلے تقدیر

بدلے ملن گے کرنیاں بھرنیاں دے

وارث شاہ ہوری سچ کہہ چلے

بدلے تقدیر میرا سوہنا پیر

دل دے بدلے دِل منگیا اِی — سر دی منگدوں تاں دیندے

میرے ہتھ گرِی دیاں ٹھوٹھیاں

نی میرا پیر سچّا تے میں جھوٹیاں

سچّے دے لڑ لگی — میرا معاف کریں قصور

میرا سچّا پیر — سوہنا پیر برّی پیر

در دربار سخی داتے میں منگتا اِک نمانا جی

عزتاں شرماں رکھ لیئں میں منگدا نہیں جاگیر

میرا پیر سچّا پیر سوہنا پیر برّی پیر — میرے پیر تے کیسا کمال نی
مین تے رج کے پاواں دھمال نی — میرا پیر سچّا پیر برّی امام نی

بحضورِ سرکار اِمام بریؒ

بشیر حسین ناظم اِسلام آباد

پیکرِ آگہی اِمام برّیؒ — مظہرِ دلبری اِمام برّیؒ
ملعۂ جلوۂ فیوضِ نبیؐ — پُورِ مولا علیؑ اِمام برّیؒ
نازشِ دُودمانِ مصطفویؐ — قادری، کاظمیؒ اِمام برّیؒ
لختِ جگر رضاؒ، اِمام ہُداء — نُورِ چشم نقیؒ اِمام برّیؒ
اعتزازِ جہانِ فقر و غناء — مفخرِ ہر ولی اِمام برّیؒ
عظمتِ سالکانِ جادۂ شوق — جوہرِ عاشقی اِمام برّیؒ
دُرِّ شہوارِ بحرِ عرفانی — گوہرِ زندگی اِمام برّیؒ
ہے شہی، سروری اِمام برّیؒ — آپ کی چاکری اِمام برّیؒ
آپ کے آستاں سے ملتی ہے — دولتِ سربلدی اِمام برّیؒ
عرض کیجئے جنابِ باری میں — قوم کی بہتری اِمام برّیؒ
قلبِ تاریکِ چشمِ اعمیٰ کو — ہو عطا روشنی اِمام برّیؒ
مایۂ عافیت سکون ملے — دُور ہو بے کلی اِمام برّیؒ
ابرِ یاس و ہراس چھٹ جائے — محو ہو ابتری اِمام برّیؒ
ہر طرف نُور کے اُجالے ہوں — شاد ہو زندگی اِمام برّیؒ
پھیل جائے فضاؤں میں ہر سو — راحت و نغمگی اِمام برّیؒ
خطۂ ارضِ پاک بن جائے — مامنِ آشتی اِمام برّیؒ
اپنے ناظم پہ بھی کرم کیجئے — اے کرم کے دھنی اِمام برّیؒ

بری امام کے مزار پر آنے والے لوگ

حضرت بری امام شاہ عبداللطیف قادریؒ کے مزار مبارک پر آنے والے لوگ جو اپنے پچھلے گناہوں پر نادم ہوں توبہ کر لیں اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر ذکرِ الٰہی و عبادات کو اپنا شعار بنالیں۔ دیکھا گیا ہے کہ ان کی ہر مراد پوری ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ وہ ایک عظیم صاحب کرامات تھے۔ جن کی تمام زندگی ذکرِ الٰہی میں گزری۔ انہوں نے ہمیشہ خدا کی بندگی اور اس کی عبادت کا راستہ دکھایا۔ لوگوں کو گناہوں و آلائشوں سے پاک رکھنے کی سعی کی۔ جب تک ہوش میں رہے۔ محنت کو اپنا شعار بنائے رکھا۔ اور ایک سالک باشرح کی حیثیت سے رہے۔ نفیس سالکانہ رخت پہنتے تھے۔ اس دور کے مغل شہنشاہوں اور شہزادوں کو بھی مُنہ نہ لگاتے تھے۔ آپؒ نے عالموں و قاریوں کے ساتھ بھی وقت گزارا اور نماز پڑھی۔ علم حاصل کیا۔ فقہ و حدیث پر آپؒ کو دسترس حاصل تھی۔ جب حالتِ جذب میں پہنچے تو ایک بوسیدہ کمبل میں وقت گزارا۔ مستی و مجذوبیت میں اور عرفانِ الٰہی کے زور و شور میں رہے۔

اس دور کے بادشاہ شاہجہان کو اہلکاروں نے حضرت شاہ لطیفؒ کے متعلق شکایت کی کہ ان کی خدمت میں ہر وقت کثیر تعداد

طلباء و مریدوں کی رہتی ہے۔ ان کا بظاہر کوئی ذریعۂ آمدن نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ بیرونی بادشاہ سے ساز باز کر رکھی ہے جہاں سے ان کو امداد ملتی ہے۔ شاہجہان نے طلب کیا۔ آپؒ نہیں گئے۔ شہزادہ اورنگ زیب آپؒ کے پاس حاضر ہوئے اور انہوں نے جو ایمان پرور مناظر دیکھے اس کے بعد واپس جا کر انہوں نے شہنشاہ معظم کو بتایا کہ:۔

"لوگ جسے واجب القتل سمجھتے ہیں وہ اللہ کا ولی ہے"

از ازل تا ابد بود ظاہر

زانکہ ایں نور نورِ جاوید است

عالم ظہور کمال محمدؐ است

آدم مثال حسن و جمال محمدؐ است

ترجمہ:۔ ازل سے ابد تک اُس ربّ العالمین کا ظہور رہے کیونکہ یہ نور نورِ جاوداں ہے اور تمام عالم نورِ محمدیؐ کے کمال کا ظہور ہے۔ آدم حسنِ جمال محمدیؐ کا نمونہ ہے۔ اس کے بعد نبی کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان قرآنی حوالے کے ساتھ بیان فرمائی۔ فرمایا:۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○

شانِ مصطفیٰ اور صفاتِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت بری شاہ لطیفؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی صفات و عظمت کو اسی طرح بیان فرمایا جس طرح اس راہ کے اور راہی بھی بیان فرماتے رہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس شخصیت کی اللہ خود تعریف فرما رہا ہو۔ انسانی زبان ایسی ہستی کی مداح سرائی نہیں کر سکتی۔ لیکن محب کو اپنے محبوب کا مقام بیان کرنے کے لئے کوئی مجبور نہیں کرتا۔ بلکہ جذبۂ صادق خود بخود اسے مجبور کرتا ہے۔ چنانچہ یہی صورتِ حال بری سرکارؒ کے ساتھ تھی۔ آپؒ نے فرمایا حضور سرورِ کائنات باعثِ تخلیقِ کائنات ہیں۔ آپؐ نبیوں کے سردار، موجود و عدم کی منزلوں کو دیکھنے والے، طالب و مطلوب ہیں واسطہ عالمِ لاہوت کے رازِ سربستہ نبوت کی انتہا، ولایت کے راہنما اور رحمتہ اللعالمین ہیں۔ ؏

خسف القمر بجمالہٖ، عجز البشر بکمالہٖ، نطق الحجر بجلالہٖ

ترجمہ:۔ آپ کے جمال سے چاند بے نور ہو گیا۔ انسان آپ کے کمال کے سامنے عاجز ہو گیا۔ اور آپ کی عظمت سے پتھر بھی بول اٹھے ؎

شاہِ رسل، شفیع الامم خواجۂ کون و مکان
نورِ ہدیٰ حبیبِ خدا سید انام

ترجمہ:۔ رسولوں کے بادشاہ، امتوں کے شفاعت کنندہ، دونوں جہانوں کے سردار، نور و ہدایت اور اللہ کے محبوب منیر، مخلوق کے سردارِ کل ہیں۔ آپ شانِ رسالت و عظمت

رسالت بیان فرماتے رہے۔ اور شہزادہ کا دل موم کی مانند پگھلتا رہا در حقیقت یہ درس و نصیحت بری سرکارؒ شہزادہ اور اس کے دستہ کو دے رہے تھے۔ جو کہ ہمہ تن گوش تھے۔ آپؒ نے شہزادہ کو مخاطب کرتے ہوئے مزید ارشاد درس بیان فرمایا:۔

رسولؐ ، کریمؐ ، نبیؐ ، نبیہ
رفیعؐ ، شفیعؐ ، عزیزؐ ، وجیہ
بشیرؐ ، نذیرؐ ، سراجؐ ، منیر
رحیمؐ ، فخیمؐ ، عظیمؐ ، خطیبہ

اور پھر مزید عالم جذب و کیف میں فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خیر الورٰی۔ محمد مصطفٰے احمد مجتبٰے کریم ہیں۔ نبیؐ ہیں۔ عاقل کامل، بلند مرتبہ، شجاعت، عزت و جاہت کے مالک ہیں بشارت دینے والے، چراغِ روشن، رحم کرنے والے صاحب عظمت اور عظیم المرتبت ہیں۔ خدا تعالیٰ اور رسولِ مقبولؐ کی تعریف کرنے کے بعد حضور نے اہلِ بیت اطہار کی توصیف میں ارشاد فرمایا:۔

؎ ظاہر از اہل بیت نورِ نبیؐ
ہم چو در ماہ نورِ خورشید است
اے فرقۂ گناہ ز طوفانِ غم مترس
کشتیِ نوح عصمت آلِ محمدؐ است

انجمن خدام الفقرا کا نصب العین

- اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے سرگرم عمل کرنا۔
- مسلمانوں میں صحیح اسلامی رُوح بیدار کرنا۔
- مسلمانوں کے قلوب میں عشقِ مصطفےٰ کی شمع روشن کرنا۔
- عظمت اہل بیتؓ وصحابہؓ کا نگہبان ہونا۔
- شانِ فقرا و شانِ اولیاء کرام کا پاسبان ہونا ان کے تبلیغی مشن کو جاری رکھنا و عمل پیرا ہونا۔
- ہر ماہ مختلف خانقاہوں، دربار مقدس و متعدد مساجد میں محافلِ میلاد مصطفےٰ ختم شریف، قرآن خوانی اور شب بیداری کے پروگرام کا انعقاد کرنا۔
- روحانی کیف و سرور حاصل کرنے کے لئے پاکیزہ روحانی مجالس کرنا
- انجمن وطنِ عزیز کے ہر مسلمان پاکستانی کی واحد ملک گیر تنظیم ہے جو سیاسی گروہ بندی سے آزاد ہو کر ہر مسلمان میں اسلامی مذہبی دینی تعلیمات کا شعور پیدا کرنے کی خواہاں ہے اور اسے اسلام کا سچا اور پکا مجاہد و مردِ مومن بنانا چاہتی ہے:
- اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثمہ آمین۔

محمد حنیف بھٹی قادری
سیکرٹری نشرواشاعت انجمن خدام الفقرا، راولپنڈی۔

بابا سید لعل شاہ بیابانیؒ
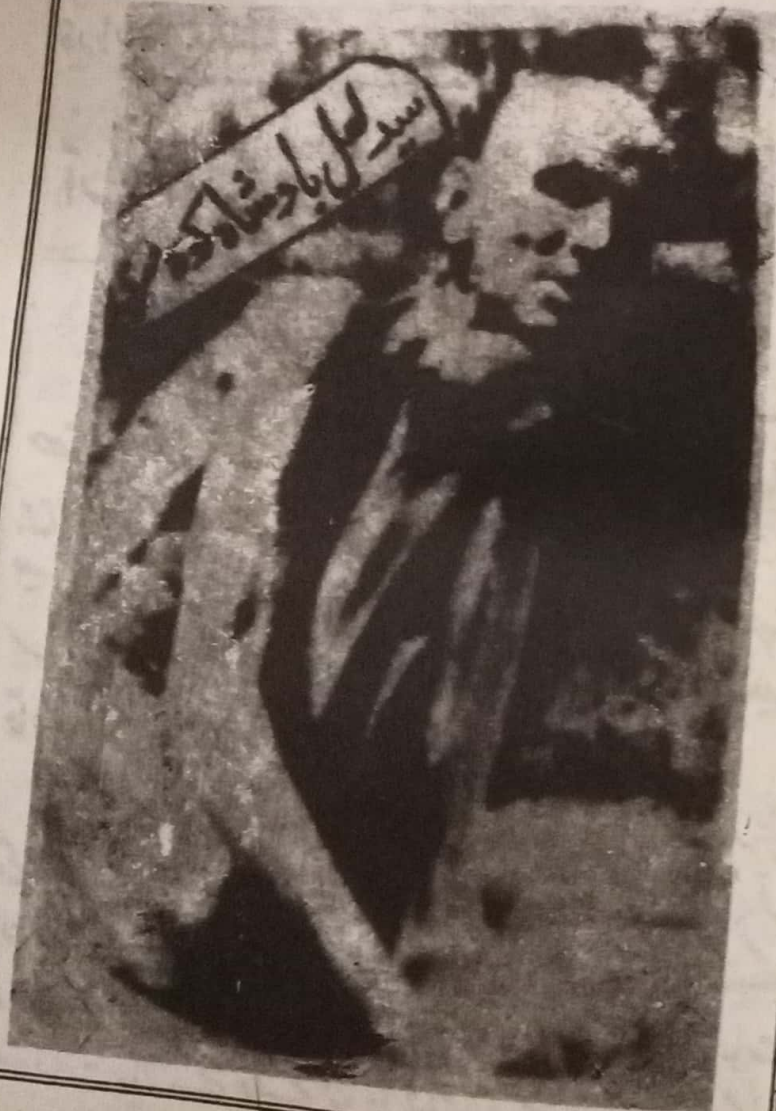
جنابِ سیّد بابا لعل شاہؒ کاظمی المشہدی

مجذوب قلندرِ زماں بیابانی موسویؒ

دربارِ عالیہ قلندریہ حیدریہ سوراسی سیّداں موہی ضلع راولپنڈی

آپ کا شجرہ نسب

آپ کا اسم گرامی بابا سیّد لعل حسین شاہؒ ہے۔

آپ کا اسم گرامی بابا سیّد لعل حسین شاہؒ بن السیّد حضرت مردان علی شاہؒ بن السیّد کریم حیدر شاہؒ بن السیّد رحمت علی شاہؒ بن حضرت سیّد قطب شاہ عیسیٰ سُلطان کاظمیؒ بن حضرت سیّد اسحاق بن حضرت سیّد فیروزال کاظمیؒ بن سیّد زینیاں کاظمیؒ بن حضرت سیّد قادریال کاظمیؒ بن حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام

کہتے ہیں ہر زمانہ میں دو تین مجذوب ضرور دُنیا میں موجود رہتے ہیں۔ خُدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے۔ صحیح رہنمائی تو اربابِ تصوف ہی کر سکتے ہیں۔ تاہم اہلِ سلوک اور اہل تصوف کے حوالے سے جس قطب۔ ولی۔ ابدال اور غوث زماں کے درجات و مقامات بیان کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح "مجذوب" کی ہستی کا

تصوّر بھی اکثر کتابوں میں ملتا ہے۔ تصوف ہی کی کتابوں میں سلسلۂ چشتیہ کے حوالے سے یہ روایت ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ سیّد معین الدّین چشتی اجمیریؒ کو ایک مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی نے اپنا پس خوردہ کھلا کر اُن کی حالت بدل دی اور پھر وہ بعد میں سلسلۂ چشتیہ کے نامور اور قابلِ فخر بزرگ ہو کر گزرے جن کی تعلیمات نے برّصغیر میں اِنقلاب کی بنیادیں اور اُبھارنے میں تاریخی کردار ادا کیا۔ بعض کتابوں میں یہ بیان کیا گیا ہے۔ مجذوب کی دُنیا میں سرشاری اور بے خودی کو بڑا دخل دیتا ہے اور ہر لمحہ اس کا تعلق باری تعالیٰ اور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے رہنے لگتا ہے۔ مگر ظاہر بین طبقہ اُن کی اس عظمت سے بے خبر رہتے ہیں اور نہ اُن کی رسائی کا صحیح اندازہ نہیں کر سکتے۔ مجذوب بھی عام لوگوں کو اس بے خبری اور لاعلمی پر خوش رہتے ہیں اور یکسوئی اور انہماک کے ساتھ یادِ الہیٰ اور عباداتِ خداوندی کرتے رہتے ہیں۔ تاہم یہ ہستیاں سیف زبان مانی جاتی ہیں۔ جو کچھ اُن کے مُنہ سے نکلتا ہے۔ پورا ہو جاتا ہے۔ مجذوب کا کوئی ایک ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ مگر مُرشد کی توجہ سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ اُس نے ساری زندگی ایک ہی جگہ پر گذار دی۔ تاہم یہ لوگ عموماً کبھی ویرانوں میں۔ کبھی دریاؤں اور ندی نالوں کے قرب و جوار میں اور کبھی شہروں میں ڈیرہ لگا لیتے ہیں۔

ضلع راولپنڈی بھی برِ صغیر پاک و ہند کے دوسرے علاقوں کی طرح
اللہ کے مقبول بندوں کی تبلیغ کا مرکز رہا ہے۔ حضرت بری امامؒ۔
حضرت دیوان حضوری بشندوریؒ۔ حضرت شاہ چن چراغ مشہدیؒ
حضرت پیر سید امام علی شاہؒ بھنگالی شریف۔ حضرت پیر مہر علی شاہؒ
گولڑوی۔ حضرت حافظ محمد شریف۔ میاں فضل الدین چشتی کلیامی۔
حضرت معظم شاہؒ جھلیاری۔ حضرت بابا شاہ نذر دیوانؒ مشہدی کاظمی
سید شہر ایسے جلیل القدر اولیائے عظام نے یہاں آکر انسانوں کو
مقدر اسلام سے وابستہ کرنے میں یادگارِ زمانہ کردار ادا کیا۔ تاہم
آج جس ہستی کا ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ اُس کی زیارت کرنے والوں
اور اُن کے فیضانِ دستِ دعا سے اپنی بگڑی بنانے والوں کی
ایک بڑی تعداد اس وقت زندہ ہے اور اُن کی زبانی جو واقعات
سننے میں آتے ہیں۔ وہ روح کو تازہ کر دیتے ہیں۔ حضرت بابا لعل
شاہ مجذوب قلندرِ زمان سوراسی شریف (مری) میں بیٹھ کر
دکھی انسانیت کی سرپرستی کرتے رہے ہیں۔ کیا بادشاہ اور کیا وزیر
و مشیر اور کیا حکام عالی مقام، سبھی صف در صف حاضر رہتے۔ ان
کا آستانہ حالات کے مارے ہوئے انسانوں اور ناانصافیوں کے
کچلے ہوئے لوگوں کے لئے آخری اُمید گاہ بنا رہتا۔ لوگ ہجوم در ہجوم آتے
اور حاضری دے کر سکون محسوس کرتے۔ اگرچہ باباجی نے ایک ویرانے
میں ڈیرہ ڈالا ہوا تھا مگر موسموں کی تبدیلیوں۔ آندھیوں اور برف باریوں

میں بھی وہ اپنے اس ٹھکانے پر موجود رہ کر خدائے ذوالجلال کی یاد
میں مگن رہتے۔ اگرچہ باباجی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے ابتدائی ایام
حیات کے حالات کچھ زیادہ معلوم نہیں۔ تاہم اکثر روایات کے مطابق
آپ کی ولادت باسعادت، ۲ فروری ۱۹۰۳ء میں ہوئی اور وفات
۱۱ جون، ۱۹۷۶ء میں ہوئی۔ سوراسی شریف میں آپ کی لحد زیارت
گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ کے مرشدِ ذی شان نانگا پیر بابا پنڈ دودیال
شریف والے ہیں اور چن پیر بادشاہ پنڈوڑیاں والے آپ کے
پیر بھائی بیان کئے جاتے ہیں۔

باباجی مجذوبیت کے مقام پر فائز ہونے سے قبل اولیائے
عظام سے ملتے رہتے۔ بعض اولیائے عصر خود آکر ملتے اور کئی کئی
گھنٹے راز و نیاز کی باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ وہ شروع ہی سے اسی
دنیا سے وابستہ رہے۔

شروع شروع میں بابا لعل شاہ مشہدی قلندرِ زمان نے گھوڑا
گلی کے جنگل میں ڈیرہ جمائے رکھا۔ اس مقام پر لوگ ہجوم در ہجوم حاضری
دیتے۔ پورے پاکستان سے، مشرقی پاکستان کے زعماء اور عوام بھی
اس آستانہ میں آکر طمانیت کی دولت سمیٹنے کی کوشش کرتے اور
افغانستان۔ ہندوستان۔ خلیج کی امارت کے لوگ یہاں آتے
رہتے۔ اور اس درویش خدا مست نے دستِ دعا بلند کر کے اکثر
ہنسی خوشی واپس جاتے۔ بڑا پاکیزہ ماحول۔ بڑا سادہ سا گرد و پیش

پرندوں کی چہچہاہٹ۔ چڑیوں اور تیلیوں کے زمزمے۔ ہواؤں کی سرگوشیاں اور اشجار بلند کے جھومنے اور سرشار ہونے سے ایسی مقدس فضا قائم رہتی جس سے باباجی کی فطرت کا جمال اور اُن نے مزاج کا جلال جوبن پر رہتا۔

دور سے آنے والے بڑے بڑے نذرانے لاتے، بڑے بڑے قیمتی تحفے لاتے مگر باباجی نے کبھی نظر بھر کر ان کی طرف دیکھا بھی نہیں۔ یہ سب چیزیں وہیں پہ بکھری پڑی رہتیں۔ فروٹ مٹھائی اِدھر اُدھر بافراط پڑی نظر آتیں۔ جو سامنے آتا۔ اس کا سراپا اور باطن باباجی پر ظاہر ہوجاتا اور پھر گالیاں شروع ہوجاتیں۔ بعض اوقات یہ بھی ہوا کہ کسی کو دیکھتے ہی باباجی نے گالیاں دینا شروع کرنے کے علاوہ قریب پڑی ہوئی لاٹھی بھی اُٹھالی اور سائل پر برسانا شروع کر دیا۔ سائل کو اپنے اعمال کا پتہ ہوتا تھا۔ اس لئے لوگ یہ سمجھتے کہ اصلاح ہو رہی ہے۔ کوئی شخص اُف تک نہ کرتا۔ بعض ایسے خوش نصیب بھی دیکھے۔ جنہیں باباجی نے دیکھتے ہی قریب بُلایا اور اِدھر اُدھر سے پھل چن کر سائل کو پیش کئے۔ اس سے شفقت سے پیش آئے۔ اور خود ہی ہاتھ اُٹھا کر اس کے لئے دُعا کرنے کے بعد اُسے چلے جانے کی ہدایت کی کئی بار ایسا بھی ہوا کہ کوئی خاتون قیمتی ملبوسات پہنے اور تحفے اٹھائے ہوئے حاضر ہوئی۔ مگر اُسے باباجی بڑی سخت گالیاں دیں اور

لاٹھیاں ماریں۔ اس لحاظ سے یہ ایک ایسا آستانہ تھا جہاں انسان اندر سے ننگا ہوجاتا تھا۔ تاہم معصوم بچوں سے باباجی ہمیشہ شفقت فرماتے۔ اُن کے سر پہ ہاتھ پھیرتے اور پیار کرتے۔

وہ سبز پوش بھی رہے اور نیم برہنہ بھی دیکھے گئے۔ رات ہو یا دن۔ لوگوں کا جم غفیر اُن کے گرد جمع رہتا۔ وہ بے حد لاغر تھے۔ یوں سمجھئے کہ استخواں کا ڈھانچہ بن گئے۔ مگر جب عالمِ خودی میں نام خدا لیتے تو اس کی گونج سے آس پاس کے دشت و کوہ ہل جاتے اور شجر و حجر پہ وجد طاری ہوجاتا۔ اور بہتی ندیاں لمحے بھر کے لئے تھم جاتیں۔ اگرچہ بینائی قدرے کمزور تھی۔ مگر دل کے دیدبان کسی طاقت ور روشنی کے مینارہ کی طرح منور رہتے اور اسی روشنی کے ذریعے حاضری دینے والے انسان کے اندر چھپ کر بیٹھے ہوئے آدمی کے اندازہ کو شناخت فرما لیتے ہر آنے والے کا باطن اور زندگی کا ورق ورق اُن کے بے نقاب اور بے حجاب ہوجاتا۔ اور اسی حساب سے اُس سے سلوک ہوا کرتا تھا۔ کبھی کبھی باباجی اچانک ہی حاضرین سے یہ پُوچھ بیٹھتے۔ کیا وہ ابھی نہیں آیا! اور دوسرے ہی لمحے اُن کا "وہ" لوگوں کے سامنے آجاتا۔ باباجی پُوچھتے۔ اتنی دیر کیوں ہوئی اور جلد ہی دُعائے خیر کے بعد اُسے واپس روانہ کر دیتے۔ مری

کے شجر و حجر اس مردِ قلندر کی آہِ نیم شبی اور نالۂ سحر گاہی سے مستی ورعنائی کے خزانے لوٹتے اور مست الست رہتے ۔ سوراسی شریف میں اس مجذوبِ زمانہ کا مزار آج بھی زائرین کی ٹولیوں کے لئے زیارت گاہ بنا ہوا ہے اور مری کے نشیب و فراز کے لالہ و گل اس کے نعرہ ہائے حق ہو کی حلاوتوں سے آج بھی سرشار دکھائی دیتے ہیں ۔ باباجی کا خادم سائیں نوری ۔ فرزندانِ دلبند اُن کا ذاتی نوکر سید اکبر تھے ۔ آنے والوں کے لیے ترجمانی کا حق ادا کرتے ۔ اس طرح جو واقعات سامنے آتے وہ کسی قلندرِ زمانہ کی بارگاہ ہی کا حصہ قرار پا سکتے ہیں ۔ بے نیاز از طرزِ بود و باش ۔ مرتبے اور مقام سے بے پروائی خاص طور پر سامنے آتی ۔ کرنسی نوٹ بکھرے ہوئے پڑے رہتے ۔ بسکرٹ ۔ مشروبات دودھ کی بوتلیں ۔ کوکا کولا ۔ اِدھر اُدھر پڑا رہتا ۔ مگر کوئی پروا نہ تھی ۔ جو کچھ بھی ہوتا تقسیم ہو جاتا یا دہیں پر بکھر جاتا ۔ جس کے نشان ہر زائر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کرتا تھا ۔ جس چٹائی پر عام عقیدتمند آکر بیٹھتے ، اسی پر صدر ایوب اور اُن کے بعض اہلِ خانہ نے پوری پوری رات گذاری ۔ نہ صرف حکام و بادشاہ حاضری دیتے بلکہ اولیاء ۔ ابدال اور قطب بھی بھیس بدل بدل کر حاضری دیتے اور مُریدوں کی صفوں میں بیٹھ کر سعادتیں حاصل کرتے ۔ باتیں بھی ہوتیں اور حکم بھی جاری ہوتے ۔ مگر یہ معاملات عام آدمی کی سمجھ

سے بالاتر ہی رہتے ۔ باباجی نے دُکھی انسانوں کی مدد کی ۔ لوگ روتے ہوئے آتے اور قدموں میں گر جاتے ۔ مار کھاتے ۔ گالیاں سہتے مگر سر نہیں اُٹھاتے تھے ۔ مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگ آتے ۔ حاکموں کے ستائے ہوئے افراد یہاں انصاف پاتے اور نجات کے پروانے حاصل کر کے واپس جاتے ۔ یہ فقیر کی بارگاہ تھی ۔ یہ قلندر کا آستانہ تھا ۔ یہ مجذوبِ زمانہ کا ٹھکانہ تھا جس کے دربار کی رونقیں شہنشاہوں کے محلوں پہ بھاری نظر آیا کرتی تھیں ۔

بالآخر آپ نے اس دارِ فانی سے ۱۲ ار جون ۱۹۶۷ء کو رحلت فرمائی ۔ آپ کی نماز جنازہ کئی بار پڑھائی گئی ۔ آپ کا روضۂ مبارک سوراسی سیّداں شریف میں تیار ہو چکا ہے ۔ لوحِ مزار کی عبارت حسبِ ذیل ہے :-

جناب قبلہ لعل شاہ مخدومِ زمانہ مشہدی پاک ۔

تاریخ پیدائش ۷ ، ر فروری ۱۹۰۴ء بروز جمعۃ المبارک

بمقام پیدائش سوراسی شریف سیّداں تحصیل مری

ضلع راولپنڈی ۔ تاریخِ صغر (؟) ۱۱ر جون ۱۹۶۷ء مطابق ۲ ر ربیع الاول ۱۳۸۷ھ بروز اتوار بوقت ½ ۵ بجے شام ۔

تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را

آہ گر من باز بینم روئے یار خویش را

عرضِ مصنّف

حضرت شاہ عبداللطیف بری امام سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے نور پور شاہاں میں جہاں ایک طرف ایمان و محبت کے اشجار لگائے وہاں سرو اور چنار جیسے سدابہار درخت بھی نصب فرمائے جن کا ذکر کرنا از حد ضروری تھا۔

سرو کے درخت جو دربار کے اندر صحن میں موجود ہیں اُن کے ساتھ جو پھل لگتا ہے۔ یہ پھل وہ لوگ اپنے گھروں اور ٹھکانوں پر لے جاتے ہیں اور بہ شوق استعمال کرتے ہیں۔ جن کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہے مستورات کو یہ پھل کھلایا جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف ہوں۔ اس پھل کے استعمال سے ان کی گود ہری ہو جاتی ہے اور رات دن اولاد نرینہ سے کھِل کھلا کر ہنستی رہتی ہیں۔ سرو کے درخت کی شاخوں کے ساتھ انسانی سر کے بال بندھے ہوئے ہیں۔ یہ بال اس امر کے گواہ ہیں کہ بری سرکار کے دربار میں سرو کے درخت سے پھل میں قدرت نے ایسا اثر رکھا ہے۔ جن کو ان پھلوں سے فیض پہنچا ہے۔ وہ لوگ اپنے بچوں کے سر کی دائیں جانب بطور منت بال رکھتے ہیں (جس کو ہم پنجابی زبان میں لٹ کہتے ہیں) وہ یہاں آکر

کٹواتے ہیں اور سرو کے درخت سے باندھ کر واپس چلے جاتے ہیں یہ درست ہے کہ اولاد عطا کرنا اللہ کریم کے اختیار میں ہے۔ تاہم جب اللہ تعالےٰ کا کوئی برگزیدہ ولی یا امام اُس کی بارگاہ میں درخواست کرتا ہے اور پروردگار وہ قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالےٰ وحدہٗ لاشریک اور بے نیاز ہے۔

اعتذار

میں نے اس کتاب میں حتی المقدور علمی استعداد کے مطابق کوشش کی ہے کہ کوئی غلطی سرزد نہ ہونے پائے۔ لیکن اگر سہواً کوئی غلطی سرزد ہوئی ہو تو اس سلسلہ میں معافی کا طالب ہوں اور ان غلطیوں سے قارئین صاحبان مطلع فرمائیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں ان کا ازالہ کیا جا سکے۔

ملک اشرف

بریؒ شاہ لطیفؒ کی نگری

میں اسلامی درسگاہ

جامعہ اسلامیہ دارالعلوم تدریس القرآن رجسٹرڈ اہلِ سنت و الجماعت کے نام سے بریؒ کی نورانی نگری میں عرصہ اٹھارہ سال سے ایک معیاری درسگاہ قائم ہے۔ جو مقامی طلباء کے علاوہ بیرونی غریب و نادار یتیم بچے بھی دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ تمام طلباء کے اخراجات اور مدرس کی تنخواہ وغیرہ کا بندوبست دارالعلوم کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ سب کام مخیر حضرات اور اسلامی جذبہ رکھنے والے مسلمانوں کے تعاون سے ہوتا ہے۔ یہ ادارہ حسبِ ضابطہ انکم ٹیکس سے بھی مستثنیٰ ہے۔

لہٰذا بری امامؒ کے معتقدین کو چاہیئے کہ وہ دل کھول کر اس خاص مذہبی ادارہ کی امداد فرمائیں تاکہ بڑھ چڑھ کر تبلیغی اور تدریسی کام انجام دے سکے۔ اس ادارہ کی عمارت بھی زیرِ تعمیر ہے۔ لہٰذا دل کھول کر امداد کیجیئے۔

ترسیل زر اور خط و کتابت کا پتہ :۔

سید محمد قاسم شاہ کاظمی خطیب جامع مسجد و مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم تدریس القرآن (رجسٹرڈ) نور پور شاہاں اسلام آباد

غور فرمائیے آپ کو کس کتاب کی ضرورت ہے

سوانح حیات اعلیٰحضرت الحاج پیر سید امام علی شاہ نوراللہ مرقدہٗ بھنگالی شریف والی سرکار

سوانح حیات الحاج پیر سید عبداللہ شاہ صاحب حسینی ہمدانی نقشبندی قادری سجادہ نشین دربارِ عالیہ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ چشتیہ سہروردیہ بھنگالی شریف ضلع راولپنڈی۔

سوانح حیات اعلیٰحضرت امیر کبیر علی ولی ہمدانی سرینگر کشمیر معہ اورادِ فتحیہ ہدیہ ۲۰ روپے صرف۔

سوانح حیات حضرت بری امام شاہ عبداللطیفؒ مشہدی قادری کاظمی المشہور گوہر لطیف نور پور شاہاں۔

جلوۂ مہر علیؒ گولڑہ شریف تحفہ لاجواب،

سوانح حیات حضرت پیر مہر علی شاہؒ دربارِ عالیہ چشتیہ گولڑہ شریف ضلع اسلام آباد

سوانح حیات حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف۔

نعت اشرف عمدہ اور چیدہ چیدہ نعتوں کا لاجواب تحفہ، نعت خواں حضرات کے علاوہ ہر گھر کی پسند آج ہی براہ راست منگوائیں

منگوانے کا پتہ :۔ جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور ۲

کتاب "گوہرِ لطف"

مندرجہ ذیل جگہوں سے دستیاب ہے

۱:۔ اسلامی کتب خانہ جامع مسجد روڈ راولپنڈی شہر
۲:۔ حاجی نذر حسین اینڈ سنز کشمیری بازار راولپنڈی شہر
۳:۔ ظہور حسین بنیگل سٹور مین بازار نورپور شاہاں
۴:۔ محمد آزاد گل فروش مین بازار نورپور شاہاں
۵:۔ وحید اختر گل فروش مین بازار نورپور شاہاں
۶:۔ غلام شبیر ثاقب حسین ڈیکوریشن سنٹر نورپور شاہاں
۷:۔ محمد بنارس ڈیکوریشن سنٹر نورپور شاہاں
۸:۔ مشتاق حسین بنیگل سٹور نورپور شاہاں
۹:۔ افتخار حسین گل فروش خمینی چوک نورپور شاہاں
۱۰:۔ عدالت حسین بنیگل سٹور خمینی چوک سلطان مارکیٹ نورپور شاہاں
۱۱:۔ چوہدری خورشید گل فروش خمینی چوک نورپور شاہاں۔
۱۲:۔ ریاست حسین بنیگل سٹور بازار بری امام موسوی نورپور شاہاں۔ ضلع اسلام آباد۔

جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور ۲